غلام احمد قادیانی

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا ۔ ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء

THE ALFAZL

QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴	مطابق ۱۹ شعبان سنہ ۱۳۴۵ھ	یوم سہ شنبہ	مورخہ ۲۲ فروری سنہ ۱۹۲۷ء	نمبر ۶۶

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

۱۹ فروری ۔ مسٹر اے ۔ سی ۔ ولز (سابق رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی) پرنسپل اورینٹل کالج لاہور اور پروفیسر محمد شفیع صاحب ایکس پرنسپل اورینٹل کالج لاہور مدرسہ احمدیہ کا معائنہ کرنے کیلئے تشریف لائے ۔ اول حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور ملاقات کے لئے حاضر ہوئے پھر مدرسہ احمدیہ کا معائنہ کیا ۔ اور لائبریری کی بعض پرانی قلمی کتابیں ملاحظہ کیں ۔ اور اسی دن واپس تشریف لے گئے ۔

۱۸ فروری ۔ بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں ایک جلسہ ہوا جس میں قصبہ کی صفائی کے متعلق تجاویز پیش ہوئیں اور چندہ جمع کر کے کام شروع کرنے کا ارادہ کیا گیا

چونکہ نور ہاسپٹل میں کام دن بدن بڑھ رہا ہے ۔ اس لئے فی الحال تین ماہ کے لئے ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب اسسٹنٹ سرجن کا تقرر کیا گیا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب موصوف مخلص نوجوان اور پرجوش احمدی ہیں ۔

محترمہ اہلیہ صاحبہ قاضی عبد اللہ خان کے کان کی تکلیف چونکہ بہت بڑھ گئی تھی ۔ اس لئے امرتسر لیجا کر اپریشن کرایا گیا ۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں ۔

امریکن احمدیہ مشن نیوز

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسلام میں عورت کے حقوق

ایشیا میگزین میں ایک مضمون میری نظر سے گذرا جس کا لکھنے والا مسٹر کرابائٹس ہے ۔ وہ لکھتا ہے :۔ "اگر آج سے ۲۰ سال قبل مجھے کوئی یہ کہتا ۔ کہ محمد دنیا میں سب سے بڑے انسان تھے جنہوں نے حقوق نسواں کی حفاظت کی ہو ۔ تو میں یہ کہتا کہ یہ ایک پرانی بات پر تمسخر کیا جا رہا ہے ۔ مگر مجھے پریزیڈنٹ ٹیفٹ (Taft) نے سنہ ۱۹۱۱ء میں مصر کے ایک معاملہ میں امریکن حکومت کی طرف سے نمائندہ بنا کر بھیجا ۔ تو مجھے یہ دیکھ کر حیرانگی ہوئی ۔ کہ محمد نے سنہ ۶۳۲ء سے قبل عورتوں کے حقوق کی وہ نگرانی کی ۔ جو آج تک بھی ہماری بعض امریکن ریاستوں کے قوانین نے نہیں کی ...... حقیقت میں نبی کریم نے عورتوں کے لئے ایسا انتظام کیا ہے ۔ کہ اگر ان کے وارث نکاح کے قبل ایسے شرائط لکھوالیں تو عورتوں کی حق تلفی

کبھی نہیں ہو سکتی۔ محمدؐ نے دو باتوں پر زور دیا۔ جن سے کہ عورتوں کے حقوق بہت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اوّل یہ ہے۔ کہ قاضی مفتی یا مولوی جو بھی نکاح پڑھے۔ وہ پہلے اپنی تسلی کر لے کہ مہر مرد کی مالی استطاعت کے مطابق ہو۔ نیز عورت کی معاشرتی حیثیت سے بھی کم نہ ہو۔ اور اس مہر کا نصف حصہ نکاح کے وقت ادا کیا جائے۔ پس یہ مہر عورت کے حق کی نگرانی کرتا ہے۔ اور مرد طلاق دیتے وقت جلد بازی سے کام نہیں لے سکتا۔" آگے چلکر وہ تعدد ازدواج کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ تعدد ازدواج جیسے کہ قرآن کریم میں اجازت دی گئی ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے۔ بلکہ مارٹن لوتھر نے تو یہ بھی ثابت کیا ہے کہ انجیل بھی تعدد ازدواج کے حق میں ہے اور مارمن عیسائی فرقہ تو اس بات کا قائل ہے۔ کہ مریم مگدلینی اور مارتھا دونو حضرت مسیح کی بیویاں تھیں۔ مسیح خود یہودی تھا اور اس کا قول موجود ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں موسوی شریعت کو منسوخ کرنے نہیں آیا۔ بلکہ اسپر عمل کرانے آیا ہوں۔ اور موسوی شریعت میں تعدد ازدواج جائز ہے۔ اور یہود میں اس کا اس وقت عام رواج تھا۔ اس لئے مسیح کا قول و یہودیوں کا طرز عمل مدنظر رکھکر کوئی عقلمند انسان یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مسیح نے تعدد ازدواج کے خلاف کچھ کہا ہو۔ مارمن فرقہ مسیح کی دو بیویاں ہونے پر ایسے معقول دلائل دیتا ہے۔ کہ کوئی عیسائی انہیں رد نہیں کر سکتا۔

تعدد ازدواج پر بحث کرنے کے بعد مسٹر کرابائیس تحریر کرتا ہے:۔ "محمدؐ نے جو سب سے بڑا کام کیا۔ وہ عورتوں کی جائداد کے حقوق کی نگرانی کرنا ہے۔ جہاں تک مسلم عورت کی جائداد کا تعلق ہے۔ وہ ایسی ہی آزاد ہے۔ جیسے کہ پرندہ۔ اسلامی شریعت اس کو یہ اختیار دیتی ہے۔ کہ وہ اپنی نقدی بغیر خاوند کی اجازت کے جہاں چاہے۔ خرچ کرے۔ اور اس معاملہ میں خاوند کا اسپر ایسا ہی حق ہے۔ جیسے ایک اجنبی کا۔" (یعنی کچھ بھی نہیں)

"اسلامی عورت شادی شدہ ہونے کے بعد اپنے نام کو خاوند کے نام سے نہیں بدل دیتی۔ بلکہ وہ اپنے ہی نام سے پکاری جاتی ہے۔ مثلاً ایک عورت کا نام شادی ہونے سے قبل عائشہ تھا۔ اور اس کے خاوند کا نام عمر ہے۔ تو وہ عورت عائشہ ہی کہلائیگی اور مسز عمر نہیں ہوگی۔ وہ چاند نہیں جو کہ دوسرے سے روشنی لے بلکہ وہ چمکدار سورج ہے۔ جو کہ اپنے نام کے ساتھ اپنی جائز حیثیت رکھتی ہے۔"

میں اس وقت اسلامی۔ پردہ۔ نقاب وغیرہ پر نہیں لکھ رہا۔ بلکہ میرا مضمون محمدؐ پر ہے۔ میں اس انسان کے متعلق لکھ رہا ہوں جس کو اس دنیا سے رحلت کئے ہوئے قریباً تیرہ سو سال ہو گئے ہیں۔ جس نے کہ شراب کو لمبس کے امریکہ دریافت کرنے سے آٹھ سو سال پیشتر اسلام میں شراب بند کر دی۔

شراب کی ممانعت میں ناکامی

یورپین لڑائی کے بعد امریکن حکومت نے مدبران ملک کی صلاح اور ووٹوں کی زیادتی پر Prohibition law پاس کیا۔ جس کے رُو سے تمام ملک امریکہ میں کسی کو شراب پینے بنانے اور فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔ اس قانون کو عمل میں لانے کے لئے ایک محکمہ بھی بنایا گیا جسے Prohibition Deptt کہتے ہیں۔ اس کا کام صرف یہ ہے۔ کہ اس بات کی نگرانی کرے کہ ملک میں کوئی شراب نہ پیئے۔ نہ بنائے۔ اور نہ ہی بیچے۔ اور جو اس قانون کو توڑے۔ اس کے لئے بہت سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔ شراب کی بندش کے لئے کروڑہا روپیہ سالانہ امریکہ میں خرچ ہوتے ہیں۔ مگر نتیجہ ایک کوڑی کے برابر بھی برآمد نہیں ہوا۔ بلکہ نقصان ہی ہو رہا ہے۔ اور جرائم بڑھ رہے ہیں۔ اگر قانون کے نافذ کرنے سے قبل شراب کارخانوں میں بنتی تھی۔ تو اب عام طور پر اور ویسی ہی کثرت سے جیسے پہلے بنتی۔ گھر بہ گھر بنتی ہے۔ محکمہ بندش شراب والے لوگوں کو جو کہ ان کے قانون توڑتے ہیں۔ سزائیں دیتے دیتے بھی تنگ آ گئے۔ بھلا سارے ملک کی آبادی کے لئے جیل خانے کہاں سے لائیں۔ کیونکہ شراب کا استعمال ملک بھر میں ہے۔ اس لئے اب گورنمنٹ بھی تھک گئی۔ اور غالباً اس Prohibition law کو تھوڑے عرصہ تک توڑ دیا جائیگا۔

امریکن حکومت کیسی زبردست حکومت ہے۔ اس نے کس قدر روپیہ خرچ کیا۔ اور کتنے انتظامات کئے کہ شراب بند ہو پھر لوگ بھی تعلیم یافتہ اور مہذب ہیں۔ اور شراب کے نقصانات کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ مگر شراب بند نہیں ہو سکی۔ اب ان حالات کا اُن حالات سے مقابلہ کریں۔ جو ہمارے سید و مولا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں موجود تھے۔ جس قوم میں آپ مبعوث ہوئے۔ وہ حد درجہ کی جاہل اور بدتہذیب تھی۔ حکومت ان کی نہ تھی۔ قانون سے وہ ناآشنا تھے۔ کوئی محکمہ ان کا نہ تھا سائنس سے وہ بے بہرہ تھے۔ فلسفہ سے ان کو مس نہ تھی مگر ایک کامل اُستاد۔ زبردست رہنما اور اعلیٰ قانون دان ان کی بہبودی کے لئے بھیجا گیا۔ اور اس کے صرف ایک حکم سے کہ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ ان کی تمام کی تمام شراب گلیوں میں پھینکوا دی گئی۔ انہیں اس حکم کو عملی جامہ پہنوانے کے لئے کوئی روپیہ خرچ نہ کرنا پڑا۔ کوئی محکمہ نہ بنایا گیا۔ جیلوں کی بھی ضرورت نہ پڑی۔ کیا ایسی نظیر دنیا کی تاریخ میں ملتی ہے۔ اور کیا یہ معجزہ نہ تھا۔

سید صاحب کی چٹھی

برادرم سید عبدالرحمن صاحب ڈیٹرائٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام لوگوں میں پہنچاتا رہتا ہوں۔ اور ایک شخص بنام میاں خوشی محمد صاحب اس پیارے سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ وہ حضرت صاحب کے بہت مخالف تھے۔ مگر میں ان کو پیغام احمدؐ پہنچاتا رہا۔ آخر انہوں نے حضرت صاحب کی بیعت کر لی ہے۔ اور قادیان و شکاگو دونوں جگہ چندہ بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ بہت جوشیلے احمدی ہیں۔ ان کے لئے دعا فرمائیں۔ سید صاحب موصوف پرانے احمدیوں سے ملاقات کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے ایڈریس بھی مجھے ارسال کئے ہیں۔ والسلام

خاکسار محمد یوسف خان از امریکہ

اخبار احمدیہ

ایک قیمتی مشورہ

شیخ مشتاق حسین صاحب حسن آباد (راولپنڈی) نے حال میں ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ جس میں شردھانند جی کے قتل کا اثر مسلمانوں پر کے متعلق مشورہ دیا گیا ہے۔ جو دوست مسلمانوں میں تقسیم کرنا چاہیں۔ محصول ڈاک بھیجکر شیخ صاحب سے منگوا سکتے ہیں۔

اُردو دانوں کو مشورہ

ان احمدی بھائیوں کو جو کم از کم پرائمری پاس ہوں۔ مطلع کیا جاتا ہے کہ زراعتی کالج لائل پور میں کچھ عرصہ سے ایک ورنیکلر کلاس کھلی ہوئی ہے۔ جس کا کورس چھ ماہ کا ہے۔ فیس و کتاب وغیرہ کوئی نہیں۔ رہائش بورڈنگ مفت۔ پاس کرنے پر امیدواروں کو "مقدم" بنایا جاتا ہے۔ جس کی تنخواہ بھی ملتی ہے۔ یہ جماعت یکم اپریل سے شروع ہوگی۔ ضرورتمند دوست داخلہ فارم دفتر کالج سے منگوا کر درخواستیں بنام پرنسپل صاحب بہادر زراعتی کالج لائل پور یکم مارچ سے پہلے پہلے بھیجدیں۔ اگر وقت تنگ ہو۔ تو داخلہ فارم کے بغیر ہی درخواست کریں۔

عبدالحفیظ خان۔ طالب علم ورنیکلر کلاس زراعتی کالج۔ لائل پور

درخواست دُعا

(۱) میری بیوی کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔ محمد شفیع از بارک پور (۲) میری لڑکی کو اختناق الرحم کی شکایت ہو گئی ہے۔ احباب درد دل سے اس کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار غلام قادر۔ بنگلور (۳) میرے والد بزرگوار سیٹھی غلام نبی صاحب مہاجر قادیان ایک عرصہ سے بعارضہ دمہ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ اگر کسی دوست کو اس بیماری کا کوئی مجرب نسخہ معلوم ہو تو از راہ مہربانی اس سے خاکسار کو مطلع فرمایا جائے۔ خاکسار سیٹھی کرم الٰہی۔ قادیان

تلاش

میرا بھائی محمد حمید ساکن ڈلہ متصل قادیان دارالامان عمر قریباً ۲۵ سال عرصہ ۱۲ سال سے مفقود الخبر ہے اگر کسی بھائی کو اس کے متعلق کچھ خبر ہو تو اطلاع بخشیں۔ خاص طور سے ایسٹ افریقہ کے احمدی احباب خیال رکھیں۔ خاکسار محمد سعید متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

(۲) میرا چھوٹا بھائی عرصہ ایک سال سے گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۔ ۲۲ فروری ۱۹۲۷ء

مصیبت کے وقت جماعت احمدیہ کی یاد

خدا تعالیٰ کے فضل اور اسی کی بخشی ہوئی توفیق سے جماعت احمدیہ جس جوش اور اخلاص کے ساتھ خدمت اسلام میں مصروف ہے ۔ اور جو کامیابی اسے حاصل ہو رہی ہے ۔ اس کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے ۔ کہ جب مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام کے خلاف کوئی خاص حملہ ہوتا ہے ۔ اس وقت ایسے لوگوں کو بھی جو نہ صرف احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے ۔ بلکہ کسی احمدی کو زندہ رہنے کا بھی حقدار نہیں قرار دیتے ۔ اور احمدی کہلانے کی سزا سنگساری بتلاتے ہیں ۔ انہیں بھی اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کے بچاؤ کے لئے جماعت احمدیہ یاد آنے لگتی ہے ۔

کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا ۔ کہ اخبار "زمیندار" نے احمدیوں کو مرتد قرار دیکر ان کی "کم از کم سزا" سنگساری بتائی تھی ۔ اور اس غرض کے لئے نہ صرف مہینوں اپنے صفحات ان خونخوار مولویوں کے لئے وقف رکھے تھے ۔ جو احمدیوں کی سنگساری کو بہت بڑے ثواب کا کام سمجھتے ۔ اور اسلام کی تعلیم کے عین مطابق بتاتے تھے بلکہ خود مولوی ظفر علی صاحب مالک "زمیندار" نے بھی مسلسل کئی مضامین احمدیوں کے قتل کا جواز ثابت کرنے کے لئے لکھے ۔

سلسلہ احمدیہ کے متعلق "زمیندار" کی یہ روش کوئی نئی نہ تھی ۔ ہمیشہ سے وہ سلسلہ کے خلاف نیش زنی اور فتنہ پردازی کرتا چلا آیا ہے ۔ لیکن جب علاقہ ملکانہ میں آریوں نے ارتداد کی آندھی اس زور سے چلائی کہ وہاں کے مسلمان کہلانے والے خس و خاشاک کی طرح اس میں اڑنے لگے ۔ اور مولویت کے مدعی اپنے آپ کو بے کس اور بے بس سمجھکر اپنے اپنے حجروں میں دبک گئے ۔ تو اخبار "زمیندار" کو جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت نظر آئی ۔ جو آریوں کا پوری طرح مقابلہ کر سکتی تھی ۔ اور جب جماعت احمدیہ نے فتنہ ارتداد کے انسداد کا کام شروع کیا ۔ تو خدا کے فضل سے اس کامیابی کے ساتھ کیا ۔ کہ "زمیندار" جیسا دیرینہ دشمن بھی تعریف و تحسین کے لئے مجبور ہو گیا ۔ اور اس وقت اس نے احمدی مجاہدین کی دینی خدمات کا ایسے شاندار طریق سے بار بار ذکر کیا ۔ کہ دیوبندی مولوی حسد اور غصہ سے اس کے مخالف ہو گئے اور کئی مقامات پر "زمیندار" کا بائیکاٹ کرانے کے لئے جلسے کرائے ۔

مگر "زمیندار" نے اس بات کی بھی کوئی پروا نہ کی ۔ اور صاف طور پر کہدیا ۔ کہ احمدی مبلغ جس جوش اور ولولہ سے فتنہ ارتداد کے انسداد میں مصروف ہیں ۔ اس کی تعریف و توصیف کرنے سے ہم باز نہیں رہ سکتے ۔

"زمیندار" نے اس حد تک جماعت احمدیہ کی حمایت کرنے کی کیوں ضرورت محسوس کی ۔ محض اس لئے کہ وہ دیکھ رہا تھا کہ آریوں کے حملہ کا بہترین اندفاع احمدی ہی کر رہے ہیں ۔ اور وہی اس کام کو کر سکتے ہیں ۔ لیکن جب ارتداد کا زور کم ہو گیا اور کچھ عرصہ گذر گیا ۔ تو "زمیندار" نہ صرف جماعت احمدیہ کی ان اسلامی خدمات کو یکسر بھول گیا ۔ جو ارتداد سے متعلق اسے معلوم ہوئی تھیں ۔ اور جن کی بناء پر اس نے احمدیوں کی بے حد تعریف و توصیف کی تھی ۔ بلکہ خود احمدیوں کو مرتد ثابت کرنے کے لئے صفحوں کے صفحے سیاہ کرنے لگ گیا ۔

یہ کتنا بڑا تغیر اور کتنا عجیب انقلاب ہے ۔ کہ ایک وقت جو اخبار احمدیوں کی اس وجہ سے تعریف و توصیف کرتے ہوئے نہیں تھکتا تھا کہ احمدی مبلغین اسلام کی حمایت کے لئے میدان ارتداد میں نکلے تھے ۔ اور احمدی مجاہدین کو فتنہ ارتداد کے انسداد میں سب سے بڑھکر کامیاب سمجھتا تھا ۔ انہی احمدیوں کو دوسرے وقت میں مرتد قرار دینے کے لئے وقف ہو گیا ۔ اور کئی صفحے اس غرض کے لئے سیاہ کر دئے ۔

"زمیندار" کی وہ تحریریں جن اصحاب کی نظر سے گذری ہیں ۔ یا جو اب انہیں پڑھیں ۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ کہ "زمیندار" کے نزدیک اسلام کے سب سے بڑے دشمن احمدی ہیں ۔ اور کسی حکمران کے حامئ اسلام ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے ۔ کہ وہ احمدیوں کو "کم از کم سزا" سنگساری کی دے ۔ اس کے سوا احمدیوں سے کوئی سلوک روا رکھنا گویا اسلام سے دشمنی اور عداوت کا ثبوت دینا ہے ۔

لیکن یہ اس وقت کی باتیں ہیں ۔ جب احمدیوں کے مقابلہ میں والیٔ کابل کی (جس نے بے گناہ احمدیوں کو محض اختلاف عقیدہ کی وجہ سے سنگسار کرایا تھا) حمایت اور تائید کا سوال تھا ۔ اس وقت ایک طرف ایک ملک کا حکمران تھا ۔ جس سے "زمیندار" کو بہت کچھ ذاتی منفعت کی امیدیں تھیں ۔ اور ایک مشہور روایت کے مطابق کابل کے ایک اہلکار کے آگے "زمیندار" نے دست سوال بھی دراز کیا تھا ۔ لیکن دوسری طرف غریب اور بے کس احمدی تھے ۔ ایسی صورت میں "زمیندار" احمدیوں کی دینی اور اسلامی خدمات کو فراموش کر کے ؎

اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پرویں

پر عمل پیرا ہو گیا ۔ اور کل تک جنہیں اسلام کے سچے اور مخلص خادم کہتا اور ارتداد سے دوسروں کو بچانے والے بہترین مبلغ سمجھتا تھا ۔ مرتد کہکر قابل دار بتانے لگ گیا ۔ تو کوئی عجیب بات نہیں تھی ہاں خوشی کی بات یہ ہے ۔ کہ وقت گذر جانے کے بعد اب پھر جبکہ آریوں اور ہندوؤں نے شردھانند جی کے واقعہ قتل سے مشتعل ہو کر اسلام کے خلاف صف آرائی شروع کر دی ہے ۔ اور پورے ساز و سامان اور انتہائی جوش و خروش کے ساتھ دوبارہ مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے اٹھے ہیں ۔ تو ان کے اندفاع کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے "زمیندار" کو احمدی بھی یاد آ گئے ۔ چنانچہ اپنے ۱۹ جنوری ۱۹۲۷ء کے پرچے میں "تبلیغ اسلام اور مسلمانان ہند" کے عنوان سے جو افتتاحیہ شائع کیا ہے ۔ اس میں لکھا ہے :-

"برادران وطن نے موجودہ حالات سے فائدہ اٹھاکر شدھی کی تحریک میں جو جوش اور سرگرمی پیدا کر دی ہے اس کا دفاع کیونکر کیا جا سکتا ہے ۔ وقت کا یہ اہم سوال ہے ۔ جس پر ہر مسلمان کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے ۔ خواہ وہ سنی ہو یا شیعہ ۔ حنفی ہو یا اہل حدیث احمدی ہو یا کوئی اور ۔ لیکن جب تک تمام فرزندان توحید یکدل ہو کر سوال کے مناسب جواب کے لئے تیار نہ ہونگے اس وقت تک ان کی قوم کا دست برد اغیار سے محفوظ رہنا محال ہے ۔"

یہ بالکل صحیح ہے ۔ کہ جب تک تمام مسلمان متفقہ اور متحدہ طور پر شدھی کے سیلاب کی روک تھام کی کوشش نہ کرینگے ۔ اس وقت تک کمزور اور دین سے جاہل مسلمانوں کا اس سیلاب میں بہ جانا لازمی امر ہے ۔ لیکن کیا ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو اسلام کے واحد ٹھیکیدار سمجھتے ہیں ۔ یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ داخلی اختلافات سے قطع نظر کر کے خارجی دشمن کے مقابلہ کے لئے متحد ہو جائینگے ۔ ہمیں تو اس کی قطعاً امید نہیں ہے ۔ اور "زمیندار" کو بھی معلوم ہو جائے گا ۔ کہ جن لوگوں کو اس خطرہ کے وقت مسلمانوں کی حفاظت کے لئے حریف کے مقابلہ میں متحد ہو کر کام کرنے کی دعوت دے رہا ہے ۔ ان میں سے سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی اس کے لئے آمادہ نہ ہو گا ۔

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے صرف اس وقت جب کہ فتنہ ارتداد کا ملکانوں میں آغاز ہوا تھا تمام مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی بلکہ اس کے بعد بھی کئی دفعہ اتحاد کی اہمیت مسلمانوں کے ذہن نشین کرنے کی کوشش فرمائی

کہ تمام مسلمانوں کو متحدہ اور مشترکہ فوائد کے تحفظ کے لئے متحدہ طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس میں عقائد کے اختلاف کو دخل نہیں دینا چاہیئے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کی سمجھ میں اتنی موٹی اور ضروری بات اس وقت تک نہیں آئی۔ اب اگر زمیندار کے توجہ دلانے سے وہ اس بات کو سمجھ لیں۔ اور عملی طور پر کچھ کر کے دکھائیں تو یہ بہت مبارک امر ہوگا۔ ورنہ آریوں کے تازہ حملہ کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ جو کچھ کر سکتی ہے۔ اس سے دریغ نہ کریگی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ آریوں کی شورش انگیز سرگرمیوں کے متعلق انہیں مخاطب کر کے اعلان فرما چکے ہیں کہ

"اگر کوئی مذہبی مقابلہ انہوں نے شروع کیا۔ جیسا کہ پہلے علاقہ ارتداد میں ہوا تھا۔ تو اس کا شکوہ ہم پر نہیں ہوگا بلکہ اس کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ وہ اس بات کو یاد رکھیں کہ اگر اب انہوں نے اسلام پر اعتراضات شروع کئے اور اس کے مقابل کھڑے ہوئے۔ تو سب سے پہلی قوم جو ان کے مقابل ہوگی۔ وہ ہماری جماعت ہوگی۔ اور اگر وہ اسلام کے خلاف ایک انگلی اٹھائیں گے۔ تو ہم ان کے مقابل کئی انگلیاں اٹھائیں گے۔ اگر وہ اسلام پر ایک حملہ کرینگے۔ تو ہم ان کے مقابل دو حملے کرینگے"

کیا کبھی "جمعیۃ" یا "انجمن" نے بھی آریوں کی ان سرگرمیوں کے مقابلہ میں جن کی وجہ سے "زمیندار" نے سب مسلمانوں کو مل کر مقابلہ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس قسم کے تہیہ اور ارادہ کا اعلان کیا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر زمیندار اگر ایک وقت احمدیوں کو مرتد قرار دے کر قابل سنگسار سمجھتا اور دوسرے وقت مسلمانوں پر مصیبت کی گھڑی دیکھ کر احمدیوں سے حفاظت کی التجا کرتا ہے۔ تو ساتھ ہی اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہے کہ اس زمانہ میں اسلام کی حفاظت کا فرض ادا کرنے والی اگر کوئی جماعت ہے۔ تو وہ احمدیہ جماعت ہی ہے۔

"دربارِ کابل" و "زمیندار"

اوپر کے مضمون میں دربار کابل اور مولوی ظفر علی صاحب کے تعلقات کا جو اشارتاً ذکر آگیا ہے۔ اسے پورے طور پر سمجھنے میں اخبار "سیاست" لاہور کی حسب ذیل تازہ سطور سے امید ہے بہت مدد ملیگی۔

"معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ظفر الملک والدین حضرت مولانا مولوی ظفر علی خان نے مدت ہوئی کہ حاجی محمد اکبر خان صاحب سفیر افغانستان مقیم شملہ سے یا ان کی وساطت سے اپنی حالت زار کا رونا رو کر کم و بیش چھ ہزار روپے قرض لئے۔ اور فروری ۱۹۲۶ء میں ان کی ادائگی کا وعدہ کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک مرتبہ مسٹر ایم اے خان دہلی پہنچے۔ سفیر صاحب شکار پر گئے ہوئے تھے۔ جو صاحبان ذمہ وار تھے۔ ان کے سامنے گریہ وزاری کی۔ کہ دفتر زمیندار میں کاغذ و سیاہی تک باقی نہیں۔ اور نو سو روپے لائے۔ حاجی محمد اکبر خان صاحب اب افسر سرحدات مقرر ہو کر واپس افغانستان چلے گئے ہیں۔ مگر جناب ظفر الملۃ نے ان کو ایک جھنجی کوڑی بھی ادا نہیں کی۔ یہ رقوم ان رقوم کے علاوہ ہیں۔ جو ان معززین دربار کابل سے جناب ظفر الملۃ بطور امداد لیتے رہے ہیں۔ جن کو ہندوستان سے گذرنے کا اتفاق ہوتا رہا ہے"

ان حالات میں "زمیندار" نے کابل کی تائید میں جو کچھ لکھا یا آئندہ لکھے۔ اس کی قدر و قیمت بآسانی معلوم کی جا سکتی ہے۔

گاندھی جی شدھی کی حمایت میں

گاندھی جی نے باوجود شردھانند جی کی زندگی میں ان کے متعلق یہ پختہ رائے رکھنے کے کہ "ان کی تقریریں عموماً دل آزار اور اشتعال انگیز ہوتی ہیں" اور "ان کو آریہ سماج کی روایات ورثہ میں ملی ہیں" ان کے قتل پر ایک طرف تو مسلمانوں کو یہ کہکر بدنام کیا کہ:-

"اس میں ذرا شک نہیں کہ مسلمانوں میں خنجر اور پستول کے استعمال میں حد سے زیادہ آمادگی پائی جاتی ہے"

اور دوسری طرف ان مقاصد اور اغراض کی خاطر جو شردھانند جی کے پیش نظر تھے۔ اور جن میں سے سب سے زیادہ اہمیت مسلمانوں کو ارتداد کے گڑھے میں گرانے کو دی جاتی تھی۔ چندہ جمع کرنے کے لئے اپیل کی۔ اس سے قدرتی طور پر ایسے مسلمانوں کو جو گاندھی جی سے کسی بھلائی کی توقع رکھتے تھے۔ صدمہ محسوس ہوا۔ اور جب گاندھی جی حال میں بانکی پور گئے۔ تو مسٹر مظہر الحق نے ان سے برملا کہدیا کہ:-

"آل انڈیا ہندو سبھا نے سوامی شردھانند میموریل فنڈ کے لئے جو دس لاکھ روپیہ کی اپیل کی ہے۔ اس کے حق میں آپ نے بھی آواز بلند کی ہے۔ اس سے مسلمان آپ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ کیونکہ یہ روپیہ شدھی میں صرف ہوگا"

اس کے جواب میں گاندھی جی نے کہا۔ اور بڑے وثوق سے کہا کہ "یہ بات غلط ہے۔ یہ روپیہ شدھی کے لئے نہیں۔ بلکہ اچھوت ادھار کے لئے خرچ کیا جائے گا" (ہمدرد ۱۱ فروری)

اس وقت ہم یہ نہیں پوچھنا چاہتے کہ گاندھی جی اچھوت ادھار کا کام کلیۃً کیوں ہندوؤں کے سپرد کر رہے ہیں اور کیوں مسلمانوں کو اس میں حصہ لینے کے حقدار نہیں سمجھتے۔ البتہ یہ کہنا چاہیئے کہ شردھانند میموریل فنڈ کے حق میں آواز بلند کرنے کے متعلق جو وجہ انہوں نے پیش کی ہے۔ وہ قطعاً صحیح نہیں ہے۔ اور اس کا غلط ہونا اس اعلان سے ثابت ہے۔ جو پنڈت مالوی اور لالہ لاجپت رائے نے اپنے دستخطوں سے کیا ہے۔ اور جس میں دس لاکھ روپیہ خرچ کرنے کی تفصیل دی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"ہندو جاتی کی جانب سے فقط ایک ہی دس لاکھ روپیہ کی اپیل شائع کی جائیگی۔ جس میں سے پانچ لاکھ روپیہ تو فوراً ہی بطریق ذیل مختلف کاموں پر صرف کیا جائیگا۔ ۲½ لاکھ روپیہ تو اچھوت ادھار میں ۱½ لاکھ روپیہ شدھی کے کام میں اور ۱½ لاکھ روپیہ ہندو سنگٹھن کے کام میں خرچ ہوگا۔ ٹرسٹیاں فنڈ ہذا ہندو مہا سبھا۔ سناتن دھرم سبھا۔ آریہ سماج۔ بھارتیہ شدھی سبھا اور دلت ادھار سبھا دہلی کی شاخوں میں سے جن جن کو وقتاً فوقتاً مناسب سمجھیں گے ان کی معرفت ان مقاصد کی ترویج و تکمیل کرائینگے..... اسی تناسب سے پانچ لاکھ روپیہ کے دائمی فنڈ کا سود بھی ان ہر سہ مقاصد (اچھوت ادھار، شدھی، سنگٹھن) کے لئے خرچ ہوگا" (تربیون ۱۲ فروری ۱۹۲۷ء)

اس اعلان کی موجودگی میں جو فنڈ مذکور کے ٹرسٹیوں کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ گاندھی جی نے مسٹر مظہر حق کو جو جواب دیا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ نہیں تو گاندھی جی کی پوزیشن شروع سے ہی معلوم ہے۔ کیا وہ لوگ جو انہیں ہندو مسلمانوں میں بطور ثالث سمجھتے رہے ہیں۔ وہ اب بھی اپنی رائے میں تبدیلی کی ضرورت نہیں محسوس کرینگے۔ آخر گاندھی جی ہندو ہیں۔ اور ہندو قوم کے مفاد کو مسلمانوں کی خاطر کیونکر بھلا سکتے ہیں۔

ایک ضروری امر کی توضیح

۱۴ر فروری ۱۹۲۷ء کے "الفضل" میں جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی جو چٹھی شائع ہوئی ہے۔ اس میں انہوں نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی کی اشاعت بڑھانے کی تحریک کرتے ہوئے بعض معزز غیر احمدی اصحاب سے خواہش کی ہے۔ کہ وہ رسالہ کی متعدد کاپیوں کی قیمت ادا کر کے غیر مسلموں کے نام رسالہ جاری کرائیں۔ اس کے متعلق ہم یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ نام لیکر کسی سے اس طرح تحریک کرنا چونکہ روایات سلسلہ اور ہمارے اصول کے خلاف ہے۔ اس لئے اس تحریک کے ذمہ دار خود شیخ صاحب ہی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ شیخ صاحب رسالہ کی اشاعت بڑھانے کے لئے جس قابل تعریف جوش اور سرگرمی سے کام لے رہے ہیں۔ اسی کی رو میں ان کا روئے سخن دوسروں کی طرف ہو گیا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ مرکز میں ان کی اس تحریک کو تائید حاصل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

انسانی زندگی کا مقصد اعظم

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۱ فروری ۱۹۲۷ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

انسان کو اللہ تعالےٰ نے بہت بڑا مقصد اور اتنا بڑا مقصد کہ جس کا سمجھنا انسانی عقل کیلئے بہت دشوار ہے۔ دیکر دنیا میں بھیجا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا واقعہ

تاریخ میں ایک واقعہ لکھا ہے جب حضرت ابوبکرؓ مسند خلافت پر بیٹھے تو اس وقت ان کے والد مدینہ سے باہر تھے۔ کسی نے انکو اطلاع دی کہ ابوبکر خلیفہ ہو گئے ہیں۔ یہ بات ان کیلئے ایسی عجیب تھی کہ جسے وہ سمجھ نہیں سکتے تھے۔ یہ خبر کہ ان کے خاندان کے ایک فرد کو تمام عرب نے اپنا حاکم تسلیم کر لیا ہے۔ اتنی عجیب خبر تھی کہ اس کا انکی سمجھ میں آنا بہت مشکل تھا۔ انکا ذہن اس طرف جا ہی نہیں سکتا تھا۔ کہ بنو ہاشم اور دوسرے عرب کے زبردست قبائل نے ان کے بیٹے ابوبکرؓ کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ اور اس کی ماتحتی کا جوا اپنی گردنوں پر رکھ لیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے سمجھا کہ شائد کوئی اور ابوبکر ہو گا۔ اور دریافت کیا۔ کونسا ابوبکر؟ یہ سوال ہی بتاتا ہے۔ کہ انکو اس خبر کے سننے سے کس قدر تعجب ہوا ہو گا۔ وہ یہ ماننے کیلئے تیار نہیں تھے۔ کہ ان کا بیٹا ابوبکرؓ اس مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ اس کے آگے زبردست قبائل عرب اور معزز خاندان اپنی گردنیں جھکا دیں۔ اس کے سوال پر خبر دینے والے نے جواب دیا کہ وہی ابوبکر جو قحافہ کا بیٹا ہے اور کونسا ابوبکر۔ لیکن ان کے نزدیک یہ بات اس قدر عجیب تھی کہ پھر بھی انکو یقین نہ آیا۔ کہ ان کا بیٹا خلیفہ ہو گیا ہے انہوں نے خیال کیا کوئی اور ابو قحافہ ہو گا۔ اس لئے پھر پوچھا کون ابو قحافہ۔ خبر بتانے والے نے کہا تم ہی ابو قحافہ ہو اور کون۔ اسوقت بے اختیار ان کے منہ سے نکلا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً رسول اللّٰہ۔ کہ میں شہادت دیتا ہوں واقعہ میں محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔ یہ اسی کی اطاعت اور قوت قدسی کا نتیجہ ہے۔ کہ اس نے ابوبکر کو اتنے بڑے مقام پر پہنچا دیا۔ کہ تمام عرب کی گردنیں اس کے سامنے جھک گئیں۔ یہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ واقعی وہ خدا کا رسول ہے یہ رسول کا ہی کام ہے کہ ایک معمولی انسان کو اپنی قوت قدسی سے اس درجہ پر پہنچا دے کہ عرب جیسے ملک کے معزز قبائل اس کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں جن کا سمجھ میں آنا بہت مشکل ہوتا ہے انسانی عقل بعض باتوں کو اسقدر عجیب سمجھتی ہے۔ کہ انہیں جھٹ پٹ باور کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتی۔ ان ہی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسان کے دنیا میں آنے کی غرض کیا ہے۔ انسانی زندگی کا بھی اتنا بڑا مقصد ہے جسے انسان بہت عجیب خیال کرتا ہے۔ اور اس کی عقل اس کو مشکل سے ہی سمجھتی ہے۔

پیدائش انسانی کا مقصد وحید

انسان کے دنیا میں آنے کا مقصد قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ صرف یہی فرماتا ہے۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ کہ میں نے انسان کو اپنی عبادت کیلئے چنا اور اپنی عبادت اور غلامی کیلئے اُسے پیدا کیا ہے اس کی پیدائش کا سوائے اس کے اور کوئی مقصد نہیں کہ وہ میری عبادت اور میری غلامی بجا لاتے ہوئے اس مقام پر پہنچ جائے کہ میرے بندوں اور میرے عباد میں شامل ہو جائے یہانتک کہ میں اسے کہدوں فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ کہ میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ اب یہ مقصد اتنا عظیم الشان مقصد ہے۔ کہ لاکھوں کروڑوں سال انسان پر گذر چکے ہیں۔ مگر پھر بھی کثیر حصہ انسانوں کا اس بات کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔ کہ وہ خدا کے بندوں اور غلاموں میں شامل ہو سکتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ کہاں وہ اس مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ باوجود بتانے کے وہ یہ باور ہی نہیں کرتا کہ وہ اتنے بڑے مقام کو بھی حاصل کر سکتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ جیسی ہستی کے غلاموں اور خدام میں داخل ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر عام خیالات کا جائزہ لیا جائے تو میری کثیر حصہ سے مراد اکثر لوگ ہیں جو اس مقصد کے بتانے پر تعجب کرینگے۔ کہ کیا ہم اتنے بڑے درجہ پر بھی پہنچ سکتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے میں بھی بہت بڑی روک ہے۔ لوگوں کا یہی خیال تھا کہ بھلا کوئی بندہ بھی اتنا بڑا ہو سکتا ہے۔ کہ خدا کا رسول ہو جائے۔ اور خدا اس سے کلام کرنے لگے۔ ان کے نزدیک یہ درجہ اسقدر تعجب انگیز تھا کہ وہ یہ تسلیم ہی کرنے کیلئے تیار نہیں تھے۔ کہ کوئی انسان اتنا بڑا بھی ہو سکتا ہے۔ کہ خدا کا اتنا مقرب ہو جائے کہ خدا اُسے رسالت کیلئے منتخب کر لے۔

اہم ذمہ واری

غرض انسان کی پیدائش کا یہی مقصد ہے۔ ہاں اس عظیم الشان مقصد کے حصول کے لئے جو ذمہ واریاں عائد ہوتی اور جو بوجھ اس پر لادے جاتے ہیں وہ بھی معمولی ذمہ واریاں اور معمولی بوجھ نہیں۔ اگر حضرت ابوبکرؓ تو اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنے بوجھوں اور ذمہ واریوں کو دیکھتے ہوئے پرندے کی حالت کو دیکھکر رشک کرتے ہیں۔ کہ کاش وہ پرندہ ہوتے تا ان پر یہ ذمہ واریاں نہ ہوتیں۔ اور اگر حضرت عمرؓ خلافت کے زمانہ میں یہانتک کہتے ہیں کہ میں اگر اللہ تعالےٰ کی گرفت کے نیچے نہ آؤں تو یہی بڑی بات ہے۔ میں اپنی ذمہ واریوں کو دیکھکر صرف اتنی ہی خواہش رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی گرفت کے نیچے نہ آؤں۔ کوئی اجر نہیں چاہتا۔ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ بوجھ کتنا بڑا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی خلافت اور نیابت کا بوجھ ہے۔

ملازمتوں کے لئے کوشش

لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ حکومتوں میں ملازمتوں کے حصول کے لئے کتنی بڑی کوششیں کی جاتی ہیں۔ کتنے باپ ہیں جو بیٹے کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی زندگی کا یہ مقصد ٹھیرا لیتے ہیں۔ کہ اس کو ڈپٹی بنانا ہے۔ اور پیدائش کے دن سے ہی بڑا ہونے تک اس کی اس رنگ میں تربیت کیجاتی ہے کہ وہ اس مقام تک پہونچے۔ اس کی نشو ونما اور پرورش کرتے وقت یہ ایک ہی خیال رکھا جاتا ہے۔ کہ کل کو یہ سرکار کا غلام ہو۔ اس کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک ہی خیال اور مقصد چلا جاتا ہے کہ یہ جوان ہو کر گورنمنٹ کا خادم ہو۔ کسی اعلیٰ خدمت پر متعین ہو۔ اس کے والدین کے تمام اموال اور تمام افکار اس ایک ہی مقصد کیلئے خرچ ہوتے ہیں۔ کہ کل کو ان کا بیٹا گورنمنٹ کا اعلیٰ درجہ کا خادم ہو۔ اس مقصد کے لئے عجیب عجیب باتیں ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ ہماری جماعت کے ایک ہوشیار اور لائق دوست ہیں۔ وہ جب تعلیم سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنی سعادتمندی کے باعث اپنی والدہ سے جاکر پوچھا کہ آپ فرمائیں میں اب کیا کام کروں جس کام میں آپ کی خوشی ہو وہی میں کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا بیٹا اگر مجھے خوش کرنا چاہتے ہو تو میری خوشی اسی میں ہے کہ تم تھانیدار ہو جاؤ۔ انہوں نے والدہ سے بہتیرا کہا کہ مجھے اس سے بڑا عہدہ مل سکتا ہے۔ یہ عہدہ ادنیٰ ہے۔ لیکن وہ یہی کہیں کہ اگر مجھے خوش کرنا ہے۔ تو تھانیدار بنو۔ ان کے نزدیک یہی عہدہ سب سے بڑا تھا۔ اور انہوں نے شروع دن سے اپنے بیٹے کے لئے یہی بڑا مقصد ٹھیرایا ہوا تھا۔ کہ میرا

بیٹا تھانیدار ہوگا۔ وہ دوست چونکہ سعادتمند تھے انہوں نے اپنی والدہ کی خوشی کیلئے تھانہ داری کا عہدہ ہی لے لیا اور جلدی ہی اس سعادتمندی کے باعث وہ تھانیداری سے ترقی کر گئے۔ اور تھوڑے ہی زمانہ بعد انسپکٹر ہو گئے۔

خدا کا مقرب بننے سے بے توجہی

غرض لوگ معمولی معمولی باتوں کیلئے کتنی کوشش کرتے ہیں۔ کیا کچھ صرف کرتے ہیں۔ کہ کسی طرح انکو گورنمنٹ کی غلامی حاصل ہو جائے۔ اور گورنمنٹ ان سے کوئی خدمت لے۔ لیکن کس قدر عجیب بات ہے کہ اُس خدمت اور عزت کے لئے کوشش نہیں کی جاتی۔ جو انسان کی زندگی کا حقیقی اور واحد مقصد ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمنے تمہیں پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ تم ہمارے مقرب بندے ہو جاؤ۔ اور پورے غلام بن جاؤ۔ کتنا بڑا اور کتنا اعلیٰ مقصد ہے۔ مگر باوجود اس کے اکثر حصہ دنیا کا اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ انسانی گورنمنٹ کی خدمت کیلئے کیا کچھ کیا جاتا ہے۔ اور اس کی غلامی حاصل کرنے کیلئے کتنی کوشش کیجاتی ہے۔ حالانکہ اس گورنمنٹ کی غلامی کیا اور عزت کیا ہے۔ یہ گورنمنٹ تو خود اپنی عزت کیلئے دوسروں کی محتاج ہے۔ اپنے قیام کیلئے دوسروں کی محتاج ہے۔ اگر اس گورنمنٹ کی غلامی کیلئے اور اس کی خدمت کیلئے انسان اپنی ساری قوتوں کو بھی خرچ کر دیتا ہے۔ تو بھی کیا حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس کا خدا تعالےٰ کی غلامی سے کیا مقابلہ ہے۔ مگر اس غلامی کے حصول کے لئے کوشش بہی زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ پھر انسانی گورنمنٹ کی خدمت اور غلامی حاصل کرنے کیلئے تو سفارشوں کی ضرورت ہے۔ طرح طرح کے فریب کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ غلامی تو اس ہستی کیلئے ہے جس کیلئے کسی سفارش اور کسی دغا و فریب کی ضرورت نہیں۔ کسی سے ملنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بندہ براہ راست اس کے حضور جا سکتا ہے۔

خدا اپنی غلامی کیلئے بلاتا ہے

وہاں تو درخواستیں دینی پڑتی اور سفارشیں کرانی پڑتی ہیں۔ لیکن یہاں اللہ تعالےٰ خود غلاموں کو بلاتا ہے۔ کہ آؤ میرے بندو ہم تمہیں نوکری دیتے ہیں۔ ہم تمہیں غلامی کا درجہ دیتے ہیں۔ تم ہمارے دروازے کو کھٹکھٹاؤ۔ تمہارے لئے کھولا جائیگا۔ تم پکارو۔ تمہیں جواب دیا جائیگا۔ ہاں شرط یہ ہے کہ جس طریق سے بلانا چاہیئے۔ اس طریق سے بلاؤ۔ اور وہ طریق یہی ہے۔ کہ تم اللہ تعالےٰ کے سامنے صرف یہ اقرار کر لو کہ تم اس کیلئے موت قبول کرنے پر تیار ہو۔ جب تم یہ اقرار کروگے تو یہ نہیں ہوگا کہ تم پر موت وارد ہوگی۔ بلکہ جس دن سے تم یہ اقرار کروگے۔ اُسی دن سے تمکو نئی زندگی دیجائے گی۔ دنیوی گورنمنٹ کی خدمت کیلئے تو لوگ اس کے دروازہ پر جاتے ہیں۔ اور منتیں اور خوشامدیں کرتے ہیں لیکن یہاں اس کے بالکل الٹ معاملہ ہے۔ یہاں تو اللہ تعالےٰ اپنے نبیوں کو بھیجتا ہے۔ کہ جاؤ میرے بندوں کو میری طرف بلاؤ۔ جس طرح جنگ کے زمانہ میں گورنمنٹ کی طرف سے حکام دیہات میں جا جا کر لوگوں کو خدمات کیلئے بلاتے تھے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ انبیا کو بندوں کی طرف بھیجتا ہے۔ کہ آؤ ہماری فوج میں داخل ہو جاؤ۔ گورنمنٹ تو خطرہ کے وقت حکام کے ذریعہ لوگوں کو بلاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ ہمیشہ انبیاء بھیجتا ہے۔ پھر گورنمنٹ تو ادنیٰ آدمی بھیجتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ انبیاء کو بھیجتا ہے۔ جو سب سے زیادہ معزز ہوتے ہیں۔ ان انبیاء کے ذریعہ اپنے بندوں کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ خود ان کے لئے دروازے کھولتا ہے۔ نبیوں کو بھیجتا ہے۔ کہ جاؤ میرے بندوں کو میری فوج میں بھرتی کرو۔ اس خدمت اور اس بھرتی کے لئے جس شخص کو اللہ تعالےٰ بھیجتا ہے۔ اُسے پورا پورا اعزاز بخشتا ہے۔ معمولی انسان کو نہیں بھیجتا۔

خدمت گذار بندہ بنو

اس زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ کی منشا اور مرضی کے مطابق اس کے ایک نبی نے ایک جماعت قائم کی۔ خدا کے بندوں کو اس کی طرف بلایا۔ اور جمع کیا۔ تا وہ اللہ تعالےٰ کے خدمتگذار بندے بنجائیں۔ ہم لوگ بھی اس کی جماعت میں اسی لئے داخل ہوئے ہیں کہ ہم خدا کے خدمت گذار بندوں میں شامل ہوں لیکن اس خدمت گذاری کیلئے کچھ شرائط ہیں۔ اگر وہ شرائط پورے نہ کئے جائیں اور ان پر نہ چلا جائے تو پھر صرف خدمتگذار کہلانے سے تو کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوگا۔ جب تک ان شرائط کو پورا نہ کیا جائے۔ تب تک ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا دیکھو سکول میں داخل ہونے سے ایک شخص طالب علم تو کہلا سکیگا۔ لیکن اگر وہ داخل ہونے کی غرض کو مدنظر نہ رکھیگا۔ اور علم کے حصول کیلئے کوشش نہ کریگا تو اُسے صرف طالب علم کہلانے سے اور سکول میں داخل ہو جانے سے علم نہیں حاصل ہو جائیگا۔ اور نہ وہ عالم کہلائیگا۔ بہت سے لڑکے ہوتے ہیں جو کہلاتے تو طالب علم ہیں لیکن سارا وقت بجائے علم کے حصول کے جہالت کے حصول میں خرچ کر دیتے ہیں۔ کیا وہ صرف طالب علم کہلانے یا سکول میں داخل ہونے سے عالم کہلانے کے امیدوار ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی ایک مدرسہ میں داخل ہوئے ہیں۔ جس میں داخل ہونے کی غرض محض یہی ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کے خدمتگذار غلام بن جائیں۔ اور اسکا قرب حاصل ہو۔ مگر صرف اس مدرسہ میں ہمارا داخل ہونا ہمیں کچھ فائدہ نہیں دیسکتا جب تک ہماری کوششیں اس غرض کے حصول کیلئے انتہائی نقطہ پر نہ پہنچ جائیں۔ اور جب تک ہم پورے طور پر جد وجہد نہ کریں۔ تب تک ہم سچے طور پر خدا کے غلام کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔

خدا کیلئے موت قبول کرو

پس ضروری ہے کہ اس شرط کو قبول کریں۔ اور پورے طور پر بجا لائیں وہ ایک ہی شرط ہے۔ کہ موت قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یعنی ہمارا کوئی کام خدا تعالےٰ کی منشا کے خلاف نہ ہو۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم ایک دن میں ہی تمام بدیوں سے پاک ہو جائیں۔ بہت لوگ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ بس پہلے دن ہی انسان تمام بدیوں سے پاک ہو جائے۔ یک لخت اس کے اندر پوری تبدیلی پیدا ہو جائے۔ اگر یہ شرط ہوتی تو سوائے اللہ تعالےٰ کے ان بندوں کے جو ازلی طور پر پاک ہوتے ہیں۔ باقی کوئی بھی اس کا بندہ نہ بنتا۔ مگر یہ تو اللہ تعالےٰ کے رحم کے خلاف ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم کرنے والی ہستی ہے۔ وہ منبع فیوض ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ ایک طرف وہ رحمت کا دروازہ کھولے اور دوسری طرف وہ دروازہ بند کر دے وہ جب آواز دیتا ہے کہ آؤ میرے بندو۔ میری طرف سے تمہارے لئے دسترخوان بچھا ہے۔ تو واقعی دسترخوان بچھا ہوتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم اس کے حضور یہ اقرار کریں کہ وہ باتیں جنکا کرنا ہمارے لئے ضروری ہے اور وہ ہمارے اختیار میں ہیں۔ انکو عمل میں لائیں گے۔ اور جن باتوں سے بچنا ضروری ہے انسے بچینگے۔ اختیار کے معنے یہ ہیں کہ ان باتوں سے جن سے موجودہ صورت میں ہم بچ سکتے ہوں بچیں اور جو کام کر سکتے ہوں وہ کریں۔

پس خدا تعالےٰ کا عبد بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان اپنے نفس کو مار دے۔ اس کے دل سے اللہ تعالیٰ کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھے۔ وہ اپنے نفس کو درمیان سے اڑا دے۔ تب اس کی کمزوریوں اور مجبوریوں کو خدا بھی کمزوری اور مجبوری قرار دیگا۔

خدا ہی حقیقی زندگی بخشتا ہے

کوئی مردہ چیز اپنے آپ کو خود زندہ نہیں کر سکتی۔ جب خدا تعالےٰ ہم سے موت چاہتا ہے اور ہم اپنے اوپر موت وارد کر لیتے ہیں۔ تو پھر ہم مردہ ہو کر خود کیسے زندہ ہو سکتے ہیں مگر اللہ تعالےٰ ہمارے موت قبول کر لینے کے بعد ہمیں دوبارہ ایک نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ ہم خود تمام عیبوں سے یک لخت پاک نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہمارے اپنے آپ کو اُس کے سامنے مردہ کی طرح ڈالدینے کے بعد وہ آپ ہمیں پاک کرتا ہے یہی ایک نکتہ ہے جو تصوف کی جان اور روحانیت کا مرکز ہے۔ پس تم یہمت خیال کرو کہ ہم میں کمزوریاں ہیں۔ پھر ہم کیسے پاک

ہوسکتے ہیں اور کس طرح خدا کے بندے بن سکتے ہیں۔ تم باوجود کمزوریوں اور عیبوں کے حقیقی معنوں میں اپنی طرف سے موت قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء نہیں کہ تم پہلے پاک ہو جاؤ۔ اور پھر ہماری طرف آؤ۔ بلکہ وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ تم اس کے سامنے اپنے آپ کو گرا دو۔ اس کے خلاف تمہاری زبان بولنے سے بند ہو جائے۔ تمہارے ہاتھ اس کے منشاء کے خلاف کام کرنے سے ہٹ جائیں۔ تمہارے پاؤں اس کے خلاف چلنے سے رک جائیں۔ غرض تمہاری تمام حسّیں مر جائیں۔ اور خدا تعالیٰ کی آواز کے خلاف کوئی آواز تمہاری طرف سے نہ اُٹھے۔ اور بالکل خدا کے سامنے اپنے آپ کو ڈال دو۔ تب اللہ تعالےٰ تمہارے اندر نئی طاقتیں پیدا کریگا۔ اور تم مردہ ہونے کے بعد ایک نئی زندگی پاؤگے۔ وہ بندہ جو خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آپ کو مار دیتا ہے۔ خدا اسے آپ زندہ کرتا اور اسے خود زینت دیتا اور سنوارتا ہے۔ یہ چیز ہے۔ جس کے لئے ہمیں کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ صرف اپنے آپ کو شاگرد کہنا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ جب تک ہم اپنے اندر تبدیلی نہ پیدا کریں۔ اور ایسی تبدیلی نہ کریں۔ کہ گویا ہم پر موت وارد ہو جائے۔ مگر بہت ہیں۔ جو اپنی آواز کو خدا تعالیٰ کی منشاء کے خلاف بلند کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی جناب میں صرف وہی لوگ قبول کئے جائینگے۔ جن کے نفس مر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں کی آواز کو بلند کرتا ہے۔ جو اس کے لئے اپنے آپ کو مار دیتے ہیں۔ پس اس شخص کی آواز بلند ہوگی۔ جو اپنی آواز کو خدا کی آواز میں ملا دے گا۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے مضبوط چٹان پر قائم کیا جائیگا۔ اور خدا ایسی عزت و شنائی کے ساتھ اس کا نام رکھیگا۔ کہ اس کے بعد قیامت تک اس کے نام کو کوئی نہیں مٹا سکیگا ‌‌۞

دُعا

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی راہ میں موت قبول کرنے اور اس کی حقیقت سمجھنے کی توفیق دے۔ ہم ایسی موت کے لئے تیار ہو جائیں۔ جس کے بعد ابدی حیات ہمیں ملے۔ اور ہمارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو۔ جس کے بعد ہم پر کوئی تباہی نہ آئے۔ خدا تعالیٰ وہ قرب عطا کرے۔ جس کے بعد ہم اس سے کبھی دور نہ ہوں۔ اور وہ وصال عطا کرے۔ جس کے بعد ہمارے اور اس کے درمیان کبھی جدائی نہ پڑے۔ آمین ۞

(ابن عباس رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رکوع میں اپنے رب کی عظمت بیان کرو۔ اور سجود میں دعا مانگنے کی خوب کوشش کرو۔ پس لائق ہے کہ قبول کی جائے تمہارے لئے (مسلم)

اٹلی جزیرہ نمائے عرب اور شریف حسین

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جنھوں نے حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تقریر۔ اٹلی اور عرب کے معاملات کے متعلق حسب عادت و فطرت ہنسی اُڑائی ہے۔ اس مضمون کو توجہ سے پڑھیں۔

بحیرہ احمر میں اقتدار کی کوشش

گزشتہ جنگ عظیم میں جس ملک نے اپنی حیثیت بتانے اور زمین کھانے کی ہوس کو پورا کرنے کی غرض سے عہدناموں کو بالائے طاق رکھ کر شرکت جنگ کی تھی۔ وہ پرانے بہادران اہل روما کی یادگار موجودہ اٹلی ہے۔ اٹلی کچھ مدت سے آہستہ آہستہ ترقی کرکے بڑی طاقتوں میں شمار ہونے لگی ہے۔ اور چونکہ طرابلس میں اور سومالی لینڈ میں اطالوی مقبوضات ہیں۔ جن میں مسلمان آباد ہیں۔ اس لئے نیز بحیرہ احمر میں جس کے مغربی ساحل پر اطالوی بندرگاہ مسودا ہے۔ اقتدار حاصل کرنے کی غرض سے اٹلی نے ملک عرب پر آنکھ رکھتے رکھتے دانت رکھنے شروع کر دئیے ہیں ۞

رؤسائے عرب سے سازباز

دوران جنگ میں اٹالین جنگی جہاز جدّہ پہنچے تھے۔ اور اٹالین طیارے مکّہ مکرمہ پر بمب گرانے کے لئے آمادہ تھے۔ کہ شریف حسین نے دُور اندیشی سے اپنا ملک بچانے کی غرض سے فوراً برطانیہ سے تعلق پیدا کر لیا۔ اور کرنل لارنس کے توسط سے انگلستان کے ساتھ معاہدہ کرکے اتحادیوں میں شامل ہوگیا۔ اور اٹلی کو اپنے ارادوں میں ناکامی ہوئی۔ پھر ادریسی والئے عسیر کے ساتھ اطالیہ نے سازباز کرنے کی ٹھانی۔ اور امام یحییٰ کے خلاف اسے مدد دی۔ مگر آخوش والئے عسیر نے اپنی خیر برطانیہ سے تعلقات رکھنے میں ہی سمجھی ۞

ملک حسین کا اخراج

جنگ عظیم کے بعد ملک حسین کو شام میں فرانس کا قبضہ ہو جانے اور برطانیہ کے مجبوراً عربوں کی خواہشات پورا کرنے سے قاصر رہنے کے باعث سخت رنج ہوا۔ اور انہوں نے انگلستان کے مطالبات کو پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ مقابلہ میں ہٹ سے کام لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اول حجاز سے اور بعد میں زمین عرب سے ملک حسین کو ملک بدر کیا گیا۔ اور رفتہ رفتہ ملک عرب سے ہاشمی خاندان کی حکومت کا ہی خاتمہ ہوگیا۔

حسین کا وظیفہ

لنڈن سے ایک رسالہ Foreign Affairs یا معاملات خارجہ شائع ہوتا ہے۔ چونکہ مجھے قیام لنڈن میں خصوصاً بلاد اسلامیہ کے معاملات کی نسبت علم حاصل کرنے کی خواہش رہتی تھی۔ اس لئے معاملات خارجہ میں میری دلچسپی تھی۔ اس رسالہ کے فراہم کردہ معلومات کی بناء پر عرض کرتا ہوں۔ کہ چار رؤسائے عرب کو برطانیہ نے وظائف پیش کئے تھے۔ جن کی تقسیم حسب ذیل تھی :-

امیر نجد ابن سعود	ایک لاکھ پونڈ سالانہ
شیخ عمارہ محمرہ ذیبے	۲ لاکھ ۴۰ ہزار روپیہ سالانہ
ملک حجاز شاہ حسین	ایک لاکھ پونڈ سالانہ
ادریسی رئیس عسیر الیمن	۱۲ ہزار پونڈ سالانہ

ان میں سے شاہ حسین کے وظیفہ کے لئے مفصلہ ذیل شرائط تھیں :-

(۱) معاہدات ورسلز اور ترکی معاہدہ کی تصدیق۔

(۲) ادریسی و ابن سعود کے ساتھ جو برطانوی معاہدات ہیں ان کا احترام۔ اور ہر دو رؤسائے عرب کی مخالفت سے احتراز ۞

(۳) حاجیوں کی حفاظت۔ صحت اور آب رسانی اور تیمارداری کے ذرائع میں ترقی اور جدہ کے ہسپتالوں کی اصلاح ۞

(۴) حجاز میں برطانوی رعایا کے حقوق کا اعتراف۔

(۵) ایک برطانوی کونسل اور ایجنٹ کا جدہ میں تقرر اور اگر ضرورت ہو تو ایک مسلمان برٹش ایجنٹ کا تقرر۔

(۶) مقامات مقدسہ کو برطانیہ کے خلاف یا پین اسلامیہ کو تشویش کا مرکز نہ بنایا جائے ۞

(۷) خاندان شریفیہ کو فرانس کے خلاف کارروائی سے روکا جائے اور علاقہ شام میں شریفیت سے تعلق رکھنے والی اقوام کو برطانیہ اور اتحادیوں کے خلاف مظاہرات سے روکا جائے۔

ہاشمی اخراج کی وجوہات

چونکہ ملک حسین کے متعلق صاف طور پر فیصلہ تھا۔ کہ "اگر وہ ان شرائط کو قبول نہ کرے تو وہ تفویض شدہ علاقہجات (شام، عراق، جورڈینیا) میں بے چینی پھیلانے اور حجاز میں مشکلات پیدا کرنے کا موجب ہوگا" اور ملک حسین اپنی ضد سے باز کرنے والی صورت نہ تھی اور ابن سعود کی بڑھتی ہوئی طاقت کو انگلستان کے سوا اور کوئی روکنے والا نہ تھا۔ آخر ش ۹ سالہ سیاسی گفت و شنید کے بعد جبکہ حجاز کے اثر کو پھیلانے کی حریصانہ تجاویز برداشت کی حد سے گذر گئیں۔" تو انگلستان کو اس فریق کا ساتھ دینا پڑا جس نے بدامنی اور بدنظمی کا قلع قمع کر دیا۔" یعنی حسین کو ملک بدر اور ہاشمی خاندان کا حجاز سے اخراج ہوا۔ اور ابن سعود کو حجاز پر قبضہ کرنے میں کوئی مزاحمت نہ ہوئی ۞

برطانیہ اٹلی اور عرب

اب موجودہ سیاسی اثرات کا خلاصہ یہ ہے کہ :- "برطانیہ بوجہ سب سے زیادہ اسلامی رعایا رکھنے کے عرب کے معاملات سے براہ راست تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے اس سلطنت پر اخلاقاً اور سیاستاً جزیرہ نمائے عرب کے لئے۔ خواہ اندرونی حکمران کوئی ہوں۔ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے دوسری یورپین حکومتوں نے جن میں اٹلی بھی شامل ہے۔ اور اٹلی کو بوجہ ٹیڈوس کے علاقہ میں سیادت رکھنے کے معاملات عرب سے دلچسپی ہے تسلیم کرلیا ہے۔ کہ انگلستان کو کل عرب پر ایک گونہ سیاسی اقتدار حاصل ہے "لیکن باوجود اس تسلیم کے اٹلی نے امام یحییٰ حاکم یمن کے ساتھ علیحدہ معاہدہ کرلیا ہے۔ اور عسیر کے ادریسی کو فکر پڑ گئی ہے۔ بقول الاہرام مصری سلطان ابن سعود امام عسیر کو مدد دینے کے لئے تیار ہو رہا ہے۔ اٹلی کے ساتھ امام یحییٰ کے معاہدہ نے یمنی طاقت کو مضبوط کردیا ہے۔ اور وہابی حکومت کو خطرہ ہے۔ (نامہ نگار)

مولوی ثناء اللہ صاحب سے مطالبۂ حلف

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ الفضل ۲۹ر جون ۱۹۲۶ء میں میں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی "آخری بات" کی منظوری کا تذکرہ کرکے انہیں مؤکد بعذاب حلف کے لئے میدان عمل میں آنے کی دعوت دی تھی۔ اور پھر جب مدت مدید تک "صدائے برنخواست" کا معاملہ رہا۔ تو مناسب سمجھا گیا۔ کہ یاد دہانی کی جائے۔ تا اس فیصلہ سے مخلوق خدا راہ پائے اور روزمرہ کی تو تو میں میں کا خاتمہ ہو۔ چنانچہ الفضل ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء میں بعنوان "مولوی ثناء اللہ صاحب کب تک خاموش رہینگے" انہیں اس طرف متوجہ کیا گیا۔ مگر اس پر بھی دو ماہ مزید گذرنے کو ہیں۔ لیکن آپ تا ہنوز "گوئی کہ مردہ اند" کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔

مولوی صاحب نے مباہلہ سے گریز اختیار کرکے بچاؤ کی راہ نکالی تھی۔ اور حلف پر آکر ٹھہرے تھے۔ لیکن جماعت احمدیہ کے "جو ملا لا یدرک کلہ لا یترک کلہ" کے محکم اصل پر عامل ہے۔ اس باب میں مطالبات سے بھی عہدہ برآ نہ ہوسکتے ہوئے آپ نے امام جماعت احمدیہ سے فسخ بیعت کا اقرار لینا چاہا۔ بشرطیکہ مولوی صاحب مقررہ مدت میں ہلاک نہ ہوں۔ جواب مساوی طور پر اثبات میں ملا۔ اب تو نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" والا معاملہ ہوگیا۔ مولوی صاحب مہینوں سے جواب گھڑ رہے ہیں مگر کوئی بن نہیں آتا۔ لہٰذا خاموش ہیں۔ ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کو ایک دفعہ اور آگاہ کردیں اگر مولوی صاحب اس دفعہ بھی مہر خاموشی کو توڑیں تو بھی لبا غنیمت ہے لیکن برعکس صورت میں دانشمندوں کیلئے کوئی شبہ نہ رہ جائیگا کہ اس طول طویل خاموشی کی تہہ میں کوئی اور حقیقت کام کر رہی ہے یعنی حق کا رعب اور صداقت کا اثر۔ والسلام

خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان

مشاہدات عرفانی یا لندنی چٹھی

(نمبر ۲۰)

جنگ کا اثر کس پر ہوا

ترقی کرنے والی قوموں کی ذہنیت ایک قابل مطالعہ چیز بن جاتی ہے۔ وہ اپنی قوم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور عروج وزوال کے مسائل پر نظر کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ اپنی قوم کی ترقی کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی غرض قوم میں مزید جوش اور شوق پیدا کرنا ہوتا ہے۔ نہ کہ ان کو کمزور اور اپاہج بنانا اور جب وہ کسی پہلو سے قوم کی کمزوریاں بیان کرتے ہیں۔ تو ان کا مقصد قوم کو ابھارنا اور پہلے سے زیادہ مستعدی کے ساتھ کام کرنے پر آمادہ کرنا ہوتا ہے۔ میں آئے دن اسی قسم کی تحریکوں اور تجویزوں کو دیکھتا سنتا اور پڑھتا ہوں۔ میں نے اپنی کسی پہلی چٹھی میں یہ ذکر کیا تھا کہ چونکہ جنگ عظیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان جلالی نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ اسکے متعلق میں ہر خبر اور واقعہ کو نہایت غور سے پڑھتا ہوں دوران جنگ میں جہاں منتقمانہ قوتوں کا ہیجان اور مقابلہ ہوتا ہے نفع ونقصان کا سوال بالکل اٹھ جاتا ہے۔ بلکہ اصل مقصد کے حصول کی طرف تمامتر توجہ ہوتی ہے۔ لیکن جنگ سے فارغ ہو چکنے کے بعد جب تمام قوتیں اپنا اپنا کام کرنے لگتی ہیں۔ پھر خیال آتا ہے کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ انگلستان کے سیاسی طبقوں میں اب یہ سوال قابل غور ہے کہ Who lost the war

میں اس بحث میں اپنے مشاہدات کے پڑھنے والوں کو ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ میں اس ذوق سلیم میں انہیں شریک کرنا چاہتا ہوں۔ جو میں اٹھا رہا ہوں۔ یہ خدا تعالےٰ کے خاص منشاء سے ہو رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس نشان کی کسی نہ کسی طرح یاد باقی رہے۔ ہمارے فنڈ اور مالی حالات اجازت نہیں دیتے۔ ورنہ میرا تو جی چاہتا ہے۔ کہ جنگ عظیم کے نشان پر ایک مستقل چھوٹا سا رسالہ لکھ کر فرانس۔ بلجیم۔ آسٹریا۔ روس۔ جرمنی۔ ٹرکی وغیرہ ممالک میں کثرت سے پھیلا دوں۔ تا لوگوں کو اس مرسل ربانی کے عظیم الشان نشان کی خبر ہو۔ یہ رسالہ تین چار زبانوں میں طبع ہو کر کام دے سکتا ہے۔ خیر یہ تحریک میرے دلی جوش کا ایک اظہار تھا۔

اس سوال کی تحقیقات کیلئے یہاں ایک مشہور ہفتہ وار اخبار نے اپنا سیاسی نامہ نگار جرمنی بھیجا اور اب وہ اپنے علم اور تجربہ کی بنا پر ایک پر لطف سلسلہ مضامین لکھ رہا ہے۔ اسنے وہاں جاکر جرمنی کی سیاست صنعت وحرفت اور مالی حالت کا علم حاصل کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جرمنی کے کاروباری لوگ پانچ کروڑ پونڈ سالانہ بچا رہے ہیں اور وہ ظاہر کرتا ہے کہ اس سے ظاہر ہو جاتا ہے جرمنی کس سرعت سے تلافی مافات کر رہا ہے۔ لڑائی سے پہلے ان مزدور پیشہ لوگوں کا اندوختہ ایک ارب پونڈ تھا اور یہ سب کا سب (میرے نقطہ نظر سے جرمنی کو بچانے کیلئے عرفانی) ۱۹۲۴ء میں ضائع ہو چکا تھا۔ لیکن اس قوم نے اگست ۱۹۲۶ء تک پھر ۱۰ کروڑ جمع کرلیا۔ گویا وہ سالانہ ۵ کروڑ پونڈ کے حساب سے پورا کر رہے ہیں۔ اور یہ رفتار روز افزوں تیز ہو رہی ہے۔ جرمنی کے محکمہ سول کے ملازم روزانہ ۱۲ گھنٹہ کام کرتے ہیں۔ انگلستان کے کوئلہ کے مزدوران کی سٹرائک نے جرمنی کو بچا لیا ہے میں نے خود کسی پچھلی چٹھی میں بیکاروں کے متعلق ایک نوٹ لکھا تھا اور اب تو جرمنی کی حالت پہلے سے بھی زیادہ مطمئن ہو گئی ہے۔ لیگ آف نیشنز میں داخل ہو کر اس کا اعزاز اور وقار سابقہ قائم ہو چکا ہے اور تمام لوگ کاروبار میں پہلے سے زیادہ سرعت کے ساتھ مصروف ہیں۔ بہت سی باتیں قابل غور اور مطالعہ ہیں۔ لیکن میں صرف ایک ہی بات پیش کرتا ہوں کہ قوم نے مجموعی طور پر احساس کیا ہے۔ کہ ہمیں اپنے نقصانات کی تلافی کے لئے متحد ہو کر نظام عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ اور انہوں نے اتحاد فی العمل کی بہترین مثال قائم کردی ہے۔ وہاں کے دولتمند اور غریب سب کے سب دستکاریوں اور فیکٹریوں میں کام کر رہے ہیں۔ تاکہ ملک اور قوم کو بچا کر پھر اسی مقام پر پہونچا دیا جائے۔ جہاں وہ تھے یہ وہ سبق ہے جو خدا کے مرسل نے اپنی جماعت کو آج ۳۷ برس پیشتر خدا سے وحی پاکر پڑھایا تھا کہ میں عسر یسر میں قدم آگے بڑھاؤں گا۔ آؤ ہم اپنی حالت پر غور کریں کہ ہماری ترقی کی رفتار کیا ہے؟ کیا مقامی جماعتوں نے انفرادی طور پر اپنی اپنی جگہ اور مرکز کی کارکنوں نے مجموعی حیثیت سے اس سوال کو سوچا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کے دو دن برابر نہیں ہوتے یعنی ہر روز ترقی کرتا ہے۔ پس ہمکو بڑے غور سے اپنا مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے۔ انفرادی حیثیت سے بھی اور مجموعی رنگ میں بھی

بڈھے پادری کی مخفی شادی

ایسٹ بورن کے ایک پادری صاحب ریورنڈ فریڈرک ہیسٹنگز نامی نے ۸۰ سال کی عمر میں ایک مخفی شادی کی ہے۔ اب تک یہ شادی پادری صاحب نے اپنے رازدار دوستوں سے بھی مخفی رکھی تھی۔ مگر اب اس کا راز یہاں کے رانجو اخبارات نے شائع کر دیا ہے۔ پادری صاحب سائیکل کے بہت بڑے شائق ہیں۔ اور روزانہ ساٹھہ ساٹھہ میل کا چکر لگاتے ہیں۔ کنیڈا اور آسٹریلیا میں بھی آپ پادری رہے ہیں۔ اور خاص لندن میں بھی خداوند کا کلام سناتے رہے ہیں۔ اسی تبشیری کام میں آپ کی زندگی کا بہت بڑا زمانہ گزرا ہے۔ شادی کرنا میرے نزدیک کوئی قابل اعتراض بات نہیں اور نہ اس نقطۂ خیال سے میں نے یہ نوٹ لکھا ہے۔ البتہ میں اسکو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کوئی شادی مخفی ہو۔ مخفی شادی کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

دشمنوں سے پیار کرنے والوں میں جنگ

مساوات کی خواہش ایک قدرتی اور طبعی خواہش ہے۔ اور آجکل دنیا میں مساوات کی جنگ جاری ہے۔ یہانتک کہ دشمنوں سے پیار کرنے کی تعلیم دینے والے لوگوں میں بھی جنگ شروع ہو گئی ہے۔ اگرچہ یہ پہلا موقعہ نہیں کہ عیسائیوں نے جنگیں کی ہوں۔ مگر یہ جنگ جس کا میں ذکر کر رہا ہوں مذہبی اور مشنری جماعت مکتی فوج میں شروع ہوئی ہے۔ مکتی فوج کے نام سے ہمارے احباب واقف ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپ کو نجات یافتہ سمجھتے ہیں۔ بظاہر جنگ سے متنفر فوج اپنے راشن کے درجوں پر لڑنے لگی ہے۔ جیسا کہ جاپان کے ایک تار سے معلوم ہوا ہے۔ کوریا میں مکتی فوج کو بتایا گیا تھا کہ یہ صرف عیسائیت ہی ہے جو دنیا میں مساوات قائم کرتی ہے۔ اسپر کورین سٹاف کے لوگوں نے جنرل بوتھ سے سیول میں یہ مطالبہ کیا کہ غیر ملکی فوج کے عہدہ داروں اور کورین سٹاف کے عہدہ داروں کی تنخواہوں کو برابر کر دو جنرل نے جواب دینے کے لئے وقت چاہا اسی اثنا میں گرما گرم بحث دو کپتانوں کے درمیان شروع ہو گئی۔ اور کورین سٹاف کے کپتان اور کپتان انڈریو نے مکا بازی کا تماشا شروع کر کے ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی بالمقابل نمائش شروع کر دی۔ کورین سٹاف والے کو چشم زخم پہونچا۔ اس کے ہمراہی جو باہر منتظر تھے یہ سنتے ہی کپتان انڈریو پر ٹوٹ پڑے۔ امریکن اور برٹش فوجی نجات یافتہ موقعہ پا کر بچ نکلے۔ مگر آدھ گھنٹہ تک شارع عام پر محبت و آشتی اور مساوات کا مظاہرہ جنگی سپرٹ میں ہوتا رہا یہانتک کہ پولیس نے بیچ بچاؤ کر دخل دیا اور مبشرین نجات کی جان بچائی۔ میں نے اس خبر کو اس وجہ سے نہیں لکھا کہ مکتی فوج کے دو عہدہ دار پیسیون پر لڑ رہے ہیں۔ اور یہ لڑائی ہمارے لئے کوئی خوشی کا مقام ہے۔ مولویوں کی جنگ کے مظاہرے ہم آئے دن دیکھتے ہیں۔ ہندو مسلمان آپس میں لڑتے ہیں۔ اور مذہب کے نام سے لڑتے ہیں۔ بلکہ میرا نقطۂ نظر اور ہے۔ میری سمجھ میں ہی یہ اصول مساوات نہیں آتا۔ جب ایک شخص کی شکل و صورت خیالات۔ مذاق۔ قابلیتیں مختلف ہیں۔ تو انمیں مساوات کیا ؟ اور اس کا مطالبہ کیا ؟ اس سے تمام ترقیوں کی راہ میں روک پیدا ہو جاتی ہے۔

اسلام نے ایک سبق مساوات کا دیا ہے اور وہ اخوۃ کا سبق ہے۔ وہ انما المومنون اخوۃ کہکر حقیقی اخوت کی بنیاد رکھتا ہے۔ ہاں ایک مساوات کی وہ تعلیم دیتا ہے اور وہ مساوات اسی قسم کی ہے کہ جس کے لئے ہر شخص کے لئے برابر راستہ کھلا ہے۔ کوئی شخص ہو کہیں کا ہو کسی رتبہ اور درجہ کا ہو۔ اسلام کے اصولوں اور ہدایتوں پر عمل کر کے وہی درجہ اور رتبہ پا لیگا جو دوسرا شخص جو عرف میں اس سے کوئی خصوصیت رکھتا ہو۔ اسلام جغرافیہ کی حدود کو قائم نہیں کرتا۔ رنگ اور نسل کے امتیازات کو اٹھا دیتا ہے سب کیلئے یکساں محنت و مجاہدات کے دروازہ کو کھول دیتا ہے۔ پھر ہر شخص اپنی ہمت اور حوصلہ اور محنت کے لحاظ سے ترقی کر سکتا ہے۔ اس کی شخصیت یا قومیت اسکی راہ میں روک یا اس کیلئے بڑھانے کا موجب نہیں ہوگی۔ اور یہ باعث امتیاز نہ ہوگا۔ یہ حقیقی مساوات ہے۔ ورنہ مساوات کا دعویٰ ایک خیال اور وہمی چیز ہے۔ عام حقوق میں مساوات صرف اسلام قائم کرتا ہے۔ نہ کوئی اور مذہب یہاں بھی مکتی فوج کی عام مخالفت ہوتی رہتی ہے۔ ایک عرصہ تک پارک میں باقاعدہ مکتی فوج کے خلاف تقریریں ہوتی تھیں۔ اور اب بھی کبھی کبھی ہوتی رہتی ہیں۔ اسلام کی صداقتوں کے کھلنے کا پوری قوت کے ساتھہ وقت آچکا ہے۔ اب اگر غفلت ہوگی تو ہماری اپنی طرف سے ورنہ اسباب اس قسم کے پیدا ہو رہے ہیں۔ اگر ہم اپنی ہمتوں کو بلند کریں اور قدم آگے بڑھائیں۔ تو اسلام کی کامیابی کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں۔

گرجوں کے خلاف جنگ

الفضل کے ناظرین کو یہہ معلوم ہے کہ یہاں گرجوں کے خلاف ایک جنگ شروع ہے۔ لنڈن میں بہت سے گرجے بلا ضرورت ہیں۔ اور تاجر اور دنیا کے مدبر لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ بلا ضرورت ان عمارتوں کو قائم رکھنا اور انپر فضول روپیہ خرچ کرتے رہنا حماقت ہے۔ بہتر یہہ ہے کہ ان کو گرایا جائے۔ اور زمین کو فروخت کر کے ان کی جگہ بہتر مکان اور دوکانیں بنائی جاویں۔ جو بجائے سفید ہاتھی ہونے کے آمدنی کا ذریعہ ہو سکیں۔ چنانچہ اس تجویز کے ماتحت اکثر گرجے گر چکے۔ اور وہ زمین فروخت ہو کر وہاں مکانات بن گئے۔ اور اکثر زیر تجویز ہیں۔ بعض گرجے کسی دوسری ضرورت کے مکان کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔ چنانچہ ایک گرجا کولڈ سٹوریج کا کام دیتا ہے۔ اگلے دن اس کے سابق منسٹر صاحب وہاں اتفاق سے تشریف لے گئے۔ تو عادت کے مطابق اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے ٹوپی اتار لی۔ اور تھوڑی دیر تک ان پر ربودگی سی طاری رہی۔ کہ وہ اپنے گرجا میں گویا عبادت کرانے آئے ہیں۔ مگر جلدی ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اور وہ آہ سرد بھر کر باہر آگئے۔ اخبارات نے عجیب مزیدار نوٹ اس پر لکھا۔

غرض گرجوں کے گرانے کی تجویز جو عملی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اب بعض لوگوں کو اس کی مخالفت کا خیال پیدا ہوا ہے۔ اور کئی ہزار آدمیوں کے دستخط کرا کر ایک محضر دارالعوام میں پیش ہوا ہے۔ کہ گرجوں کو بچایا جائے۔ مگر عام رو اس کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ ابھی کہنا قبل از وقت ہے۔ کہ نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ لیکن جہاں تک قیاس چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ گرجا کے لفظی مفہوم پر یہی عمل ہوگا۔ لنڈن کے آزاد خیال اور اقتصادی ماہرین اس کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اسے قوم اور ملک پر ایک قسم کا تاوان سمجھا جاتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ وہ اپنے نقطۂ خیال سے سچے ہیں۔ اسلامی نقطۂ خیال تو نہایت اعلیٰ اور شاندار ہے۔ اس نے تو جنگوں میں بھی گرجوں وغیرہ کی حفاظت کے احکام دیئے ہیں۔ لیکن یہ لوگ اب اپنے ہاتھ سے گرا رہے ہیں۔ اور یخربون بیوتھم بایدیھم کا نظارہ دکھا رہے ہیں۔ اسی جوش اور جذبہ کی قدر کرتے ہوئے اگر ہم تبلیغی جنگ کا محاذ وسیع کر دیں تو اثرات اور نتائج کے بہترین ہونے کی خدا کے فضل سے توقع ہے۔

اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا

قرآن مجید کی یہ پیشگوئی اس زمانہ میں جس قوت اور شوکت کے ساتھہ ظاہر ہو رہی ہے۔ اس پر کسی شخص کو نکتہ چینی اور اعتراض کی گنجائش ہی نہیں۔ اور یہ پیشگوئی ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کی ہستی قرآن مجید کی حقیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر زبردست دلیل کے
اس پیشگوئی کا ظہور مختلف رنگوں میں ہوا ہے۔ معدنیات کی
دریافت اور جیالوجی کے سائنس کی ترقی روز بروز اس کو نمایاں
کررہی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی دنیا کے مختلف حصص میں جو
آثار قدیمہ کی کھدائی کا کام جاری ہے۔ اس نے حیرت انگیز نتائج
اور اثرات پیدا کئے ہیں۔ اور قرآن مجید کی متعدد پیشگوئیوں پر
روشنی ڈالی ہے۔ میں ایک دن اخبار پڑھ رہا تھا۔ اور دنیا کے
مختلف قطعات میں اس قسم کی تحقیقات پر سوچتا تھا اور ایک
وجدانی کیفیت اپنے اندر پاتا تھا۔ مصری مقبروں کی کھدائی کے
انکشافات نے میرے سامنے واذا القبور بعثرت کا
نقشہ پیش کر دیا۔ میں دیر تک اسی لطف میں محو اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا رہا۔ اور خدا کی حمد کرتا تھا۔ کہ ہم کو
اس زمانہ میں پیدا کیا۔ ابھی حال میں دریائے پو کے کنارے پر ایک
پرانے یونانی شہر کے کھنڈرات نکل رہے ہیں۔ یہ شہر اٹلی کا ایک پرانا
شہر ہے۔ جس کا نام سپینا Spina ہے۔ جو دریائے پو
کی ایک شاخ کے دہانہ کے قریب آباد کیا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے۔
کہ وادی ٹریبا Valley of Trebia
میں جب کھدائی کا کام شروع ہوگا۔ تو عجیب و غریب انکشافات
ہونگے۔ یہ شہر مسیح سے قبل تیسری یا چوتھی صدی میں آباد ہوا تھا۔ اور
ونیشین قوم نے اسے آباد کیا تھا۔ بہت جلد اس کے تجارتی تعلقات
اور اثرات یونان سے بڑھ گئے۔ اور ایک وقت میں یہ شہر اپنی
شان و شوکت میں فرد تھا۔ پھر قہر الٰہی دریائے پو کے بہاؤ کا
رُخ بدلنے سے ظاہر ہوا۔ اور رفتہ رفتہ حالات اس حد تک
بگڑے۔ کہ آباد شہر برباد ہوگیا۔

چھ تو کے قریب یونانی قبروں کا ایک بڑا قبرستان نکل چکا ہے
اور بہت سی قیمتی اشیاء دھات اور شیشہ کی نہایت اعلیٰ درجہ کی
صناعی کا نمونہ بھی نکل رہی ہیں۔ اٹلی کی گینٹ نے اس کی کھدائی
کے کام کے لئے چھ لاکھ پونڈ کی منظوری دی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ
کا کام ہے۔ دنیا اپنے مذاق اور جنون سے ان چیزوں کو نکال
رہی ہے۔ مگر دراصل وہ اپنے ہاتھ سے قرآن مجید کی صداقتوں
پر مہر کررہے ہیں۔ میں ان حالات کو دیکھتا ہوں۔ اور وجد کرتا ہوں
پھر یکایک مجھ پر ایک قسم کی افسردگی چھا جاتی ہے۔ جب میں دیکھتا
ہوں۔ کہ ان حالات سے ہم فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں۔
یہ وقت ہے۔ کہ لوگ گھروں سے نکلیں۔ اور اسلامی علوم اور
قرآنی صداقتوں کو دنیا میں پھیلائیں۔ ان کا کام آسان
ہورہا ہے۔ مگر اس قدر غفلت اور جمود طاری ہے۔ اگر دنیا
کے ان مختلف حصص کے آثار قدیمہ کی رپورٹوں کو لے کر
قرآن مجید کی روشنی میں ایک زبردست رسالہ لکھا جاوے۔ تو
کون کہہ سکتا ہے کہ وہ دلچسپی اور شوق سے نہ پڑھا جائیگا۔

مگر ضرورت ہے۔ اس امنگ کی اور اس جنون کی۔ سلسلہ کے انگریزی خواں
سوتے ہو یا جاگتے۔

یہ قبرستان اس قدیم زمانے کے طریق دفن پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔
زیادہ زمین نہیں کھودی جاتی تھی۔ اور سنگ مزار کا دستور قدیم
تھا۔ اگرچہ ان پر کوئی کتبہ نہیں لکھا جاتا تھا۔ بہرحال یہ یونانی گورستان
عجیب و غریب حالات کو دنیا میں لائیگا۔ آثار قدیمہ کے ماہرین اور
شوقین ادہر جارہے ہیں۔ توفانی عالم تصوّر میں اس گورستان کے
قریب کھڑا ہے۔ اور اس پر ایک سکتہ کی سی حالت طاری ہے۔
افاقہ ہونے پر کہہ اُٹھا :۔ ؎

دیکھ کر گورِ غریباں ہوگیا سکتہ مجھے
واہ رہی بستی کہ ہے آباد بھی برباد بھی

توفانی از لنڈن

لفظ "رفع" بلندیٔ درجات کے معنوں میں

آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں لفظ رفع کے معنوں میں
ہمارے اور قائلین حیات مسیح علیہ السلام کے درمیان جھگڑا ہے۔
ہمارے نزدیک آیت کے معنے یہ ہیں۔ کہ چونکہ یہودیوں نے بزعم خود
حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر چڑھا کر مطابق توریت لعنتی قرار دیا
اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تردید کی۔ اور فرمایا۔ یہ خیال
غلط ہے۔ کہ عیسیٰ ان کے ہاتھ سے قتل ہو کر خدا سے دور اور
لعنتی ہوئے۔ بل رفعہ اللہ الیہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قریب
کیا۔ اور درجات عطا فرمائے۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے
قائل اس کے یہ معنے کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کو بمعہ جسد عنصری
اپنی طرف یعنی آسمان پر اُٹھا لیا۔ ہمارے معنوں کی تردید میں وہ یہ
دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ لفظ رفع جب الیٰ کے صلہ کے ساتھ
استعمال ہو۔ تو اس کے معنے بلندیٔ درجات نہیں ہوتے۔ بلکہ جسم کا
اٹھایا جانا مراد ہوتا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر "رفع" کے ساتھ
آسمان کا لفظ بالتصریح بھی موجود ہو۔ تب بھی بلندیٔ درجات کے
ہی معنے ہونگے۔ دیگر احادیث اور محاورات کو چھوڑتے ہوئے
اس وقت میں ناظرین کی توجہ مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک
حدیث کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ جو یہ ہے :۔

اخبرنا مالکؒ اخبرنا یحیی بن سعید انّہ
سمع سعید بن المسیّب یقول ان الرجل لیرفع
بدعاء ولدہٖ من بعدہٖ وقال بیدہٖ فرفعھا
الی السّماء (باب الدعا صفحہ ۳۰۴)

مالک نے بیان کیا۔ ان سے یحییٰ بن سعید نے کہا۔ انہوں نے
سعید بن مسیب کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ آدمی مرنے کے بعد اپنے
بیٹے کی دعا کے ساتھ اُٹھایا جاتا ہے۔ اور انہوں (سعید بن مسیب)
نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا۔ اور ہاتھ کو آسمان کی طرف
اُٹھایا۔

اس حدیث میں رفع کا لفظ استعمال ہوا۔ اور آسمان کا لفظ
بالتصریح موجود ہے۔ لیکن کوئی شخص اس کے یہ معنے ہرگز نہیں
کریگا۔ کہ کسی مُردہ کے لئے جب اس کا بیٹا دعا کرے۔ تو وہ مع جسم
آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے
درجات بلند ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب کی شرح "التعلیق الممجد
علی مؤطا محمد" میں اس حدیث کی یہ تشریح کی گئی ہے :۔

قولہ۔ ان الرجل لیرفع ای فی درجاتہ ومنزلتہ و
فرفعھا الی السّماء۔ تفھیماً لعلو درجات الرجل +

یعنی حدیث میں جو "آدمی اٹھایا جاتا ہے" کے الفاظ ہیں۔ اس کے
معنے ہیں۔ کہ بلحاظ درجات اور رتبہ بلند ہوتا ہے۔ اور یہ جو آیا
ہے۔ کہ "ہاتھ کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا" یہ درجات
کی بلندی کے سمجھانے کے لئے تھا۔ پس اسی محاورہ کے مطابق
آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں رفع کے لفظ سے درجات اور
مراتب کی بلندی مراد لینا بالکل درست ہے۔

خاکسار علی محمد اجمیری قادیان

معاونین جرائد سلسلہ

ان اصحاب کے نام شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہیں۔ جنہوں نے اس
ہفتے "سن رائز" اور "مصباح" کے لئے خریدار بہم پہنچائے۔ یہ
رفتار سست ہے۔ کیونکہ مصباح اور سن رائز اپنا خرچ آپ نہیں
نکال سکتے۔ جب تک ان کے لئے ایک سر توڑ اور مسلسل کوشش
نہ کی جائیگی۔ مصباح نمبر ۱۲، ۲۸ فروری اپنے وقت پر شائع ہو چکا
ہے۔ ہر احمدی گھر میں اس کا ایک پرچہ منگوانا چاہیئے۔

(سن رائز) ناظم طبع و اشاعت قادیان +

نام	تعداد	
محمد احسان الحق صاحب مونگھیر	۳	خریدار
مولوی غلام صمدانی صاحب۔ کلکتہ	۱	"
مولوی زین العابدین صاحب "	۱	"
رسالدار محمد یعقوب خان صاحب کیمل پور	۲	"
فضل [illegible] خان صاحب۔ دہلی	۱۳	"
احمد خان صاحب۔ پٹنہ	۱	"
ڈاکٹر محمد منیر صاحب۔ امرتسر	۱	"
نظیر الدین صاحب احمدی موضع بیل گاؤں (الٰہ آباد)	۲	"
میاں قمر الدین صاحب۔ بجلوہ	۱	خریدار
نعمت اللہ خان صاحب۔ اٹک برج	۲	"
مرزا معظم بیگ صاحب۔ چیلاس کشمیر	۲	"

دو روپیہ سے کم کے آرڈر کی تعمیل نہ ہوگی ۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر آنی چاہیئے

خدا کی قدرت

دکن کی بینظیر دوا میا کا پڑ سوگڈہ جو اعصاب دل و اعضاء رئیسہ کو طاقتور بنانے کے لئے اپنی آپ نظیر ہے مشک و عنبر جواہرات اس کے سامنے ہیچ ہیں۔

ہم اس کے متعلق کچھ مزید خامہ فرسائی کرنا نہیں چاہتے ۔ تاکہ کہیں پبلک مبالغہ نہ سمجھے۔ بلکہ صرف قدیم و قابل حکما و مصنفین کی تحریر اور ان کے ذاتی تجارب انکی کتب سے ذیل میں نقل کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ تاکہ خواہشمند اس بینظیر و قدرتی دوا کے استعمال سے اپنی کھوئی ہوئی جسمانی قوت کو از سر نو حاصل کر کے کم خرچ بالانشیں کا مصداق بنیں۔ اور اطبا بھی اس نایاب دوا کو حاصل کر کے اپنے مریضوں کو فائدہ پہنچائیں چونکہ یہ نعمت ہر ایک کو میسر نہیں آسکتی ۔ اس لئے ضرورتمند اصحاب ایسے بینظیر موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ کہ بار بار ایسی نایاب دوائیں ملا کرتی (دستیاب)

افعال و خواص میا کا پڑ سوگڈہ

منقول از یادگار رضائی (۱۱۷) سطر مصنفہ مولوی حکیم رضا علی خانصاحب حیدر آباد و خواص الادویہ جلد دوم مصنفہ علامہ مولانا نجم الغنی خانصاحب رامپوری لکھتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص نے میرے سامنے بیان کیا کہ چنچوار (قوم کا نام ہے) جو دودھ میں اسے ابال کر کھاتے ہیں۔ ان کی جسمانی صحت بہت مضبوط ہوتی ہے ۔ جسکی وجہ سے میاں بیوی اس راحت اور خوشی سے بسر کرتے ہیں۔ کہ دیکھنے والوں کو رشک آتا ہے ۔ ایک صاحب نے مجھے دوستی کیوجہ سے یہ دوا تحفہ دی ہے ۔ مینے جب کھائی تو طاقت پیدا کرنے میں بہت مؤثر پایا۔

اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے گائے کے دودھ میں ابالا جاتا ہے ۔ تاکہ دودھ اسمیں جذب ہو جائے ۔ پھر سکھا کر پیس کر کپڑ چھان کر کے غبار کی طرح بنا کر آدھے تولہ کی مقدار میں آدھا تولہ سفید شکر کیساتھ نہار منہ غذا سے پیشتر کھائیں یا کھلائیں ۔ اعصابی دماغی بدنی قوت پیدا کرنے میں اسے اپنی نظیر آپ پاؤ گے ۔ اس کے سامنے دیگر قیمتی طاقت دینے والی دوائیں آپ محض ہیچ پائیں گے ۔ قیمت رعایتی عوام سے فی سیر آٹھ روپے اطبا سے فی سیر چھ روپے ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار ۔

مینیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ عالی جناب مولوی حکیم میر سعادت علی صاحب منصبدار معالج امراض کہنہ شاہ علی بنڈہ متصل چوک اسپان ۔ حیدر آباد دکن

حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں ۔ (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ (۴) جن کے مگر اسقاط کی عادت ہوگئی ہو ۔ (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں ۔ اور کمزور ہی رہتے ہوں ۔ ان کے لئے ان گود بھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے ۔ فی تولہ ۱۲ تین تولہ کے لئے محصولڈاک معاف ۔ چھ تولہ تک خاص رعایت ۔

سرمہ نور العین

اس کے اجزاء موتی و ممیرا ہیں ۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے ۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا ۔ دھند غبار ۔ جالا ککرے ۔ خارش ۔ ناخونہ ۔ پھولا ضعف چشم ۔ پڑوال کا دشمن ہے ۔ موتیابند دور کرتا ہے ۔ آنکھوں کے لیسدار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے ۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بینظیر تحفہ ہے ۔ ننگی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا ۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے ۔

قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام فضلوں کو دور کرنے والی ۔ مقوی دماغ محافظ روشنی چشم ۔ نسیان کی دشمن اور جگر کو طاقت دینے والی جوڑوں کی درد ۔ نقرس کے درد ۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے ۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے ۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہر)

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے ۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں ۔ دانت ہلتے ہوں گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں ۔ دانتوں سے خون آتا ہو ۔ یا پیپ آتی ہو ۔ دانتوں میں میل جمتی ہو ۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں ۔ اور منہ میں پانی آتا ہو اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں ۔ اور منہ خوشبو دار رہتا ہے ۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

المشتہر

نظام جان عبد اللہ جان معین الصحت قادیان

قرآن شریف کا ترجمہ سیکھنے والوں کیلئے خوشخبری

صاحبو! میں نے ایک تفسیر ربانی نامی قرآن شریف کی لکھی ہے ۔ جو تیس پاروں کی مکمل بن چکی ہے ۔ اور اب پارہ پارہ کی صورت میں چھپ رہی ہے جسکا پہلا ۔ دوسرا ۔ تیسرا پارہ چھپ گیا ۔ چوتھا چھپ رہا ہے ۔ اسی طرح باقی بھی یکے بعد دیگرے چھپتے جائیں گے ۔

تفسیر ربانی کی طرز یہ ہے ۔ کہ پہلے قرآن شریف کی ہر آیت کے ہر ایک لفظ یعنی اسم ۔ فعل ۔ حرف کا اردو میں اصلی معنی صرف و نحو و لغات کے لحاظ سے کیا ۔ پھر اسی لفظ کا آخر میں وہ مرادی معنی لکھا جو آیت میں لکھا جائیگا پھر ان تمام لفظوں کو اکٹھا کر کے آیت بنایا اور اس آیت کا لفظ بلفظ علیحدہ علیحدہ اردو میں ترجمہ کیا ۔ اور بعد میں اس آیت کا شان نزول حدیث و تفسیر کی معتبر کتابوں سے نکال کر لکھا ۔ اور موقعہ مناسب پر مخالفوں کے اعتراضات کے جواب بھی لکھے ۔ ہر پارہ کی لکھائی چھپائی صحیح خوشخط کاغذ عمدہ سفید ہے ۔ قیمت فی پارہ عہ محصول بذمہ خریدار ۔

ملنے کا پتہ

سید محمد حسین منشی فاضل مصنف تفسیر ربانی دھاریوال ضلع گورداسپور

اشتہار دینے والوں کو مژدہ !

الفضل سلسلے کا مسلمہ آرگن ہے ۔ یہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ہندوستان سے باہر بھی ہر طبقے ہر مذاق اور ہر پیشے کے معززین و ماہرین کی خدمت میں پہنچتا ہے ۔ پھر اس کے پرچے ضائع نہیں ہوتے ۔ کہ پڑھے اور پھینکدئے ۔ بلکہ فائل مجلد کرا کے رکھے جاتے ہیں ۔ پس کوئی چھ ماہ بھی اشتہار دے تو گویا اسکا اشتہار دائمی ہوگیا ۔ باوجود اس کے کہ کئی ہزار الفضل کے پڑھنے والے ہیں شرح اجرت نہایت کم ہے ۔ اجرت نامہ منگوا کر ملاحظہ ہو ۔

مینیجر "الفضل" قادیان

ہندوستان کی خبریں

—— برطانوی ہند کے آخری ریلوے اسٹیشن سے کابل کچھ زیادہ دور نہیں ہے اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ فاصلہ ہوائی جہاز سے ایک گھنٹہ سے زیادہ کا نہیں ہے۔

—— پٹھانکوٹ ۱۲ر فروری۔ کانگڑہ ویلی ریلوے لائن پر ایک سرنگ کی تیاری میں ایک چٹان پھٹ گئی۔ اس حادثہ سے ایک مزدور مرا اور تین مزدور زخمی ہو گئے۔

—— حضور نظام نے فاطمۃ الکبریٰ بنت منشی محمد الدین صاحب خوشنویس دہلی کو از راہ قدردانی تیس روپے ماہوار کا منصب عطا فرمایا ہے۔ فاطمۃ الکبریٰ دور حاضر میں عربی رسم الخط کی ایک مشاق خوشنویس ہیں۔

—— دہلی۔ ۱۵ر فروری۔ سوامی شردھانند کا بیان کردہ قاتل عبدالرشید آج پولیس کی حراست میں لاہور سے یہاں لایا گیا۔ اسے کوئی دو ہفتے ہوئے طبی معائنہ کے لئے لاہور کے شفاخانہ دماغی میں بھیجا گیا تھا۔ جب مقدمہ دوبارہ سشن جج کے سامنے پیش ہوگا تو لاہور کے ماہرین دماغ کو شہادت کے لئے بلایا جائے گا۔

—— کلکتہ۔ ۱۳ر فروری۔ کلکتہ کے ایک اخبار میں ایک بحری تار شائع ہوا ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ اخبار ڈیلی ہیرلڈ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ رائل کمیشن کے اسی سال مقرر کئے جانے کا امکان ہے۔ لارڈ برکن ہیڈ بے چین ہیں۔ کہ کمیشن کی رپورٹ لیکر اسی سال نیا آئین وضع کریں۔

—— نئی دہلی۔ ۱۴ر فروری۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ گوہاٹی کانگریس سے واپسی پر پنڈت موتی لال نہرو نے مہاراجہ صاحب نابھ کے کاغذات واپس کر دئے ہیں۔ اور انھیں مطلع کر دیا ہے کہ مہاراجہ صاحب نابھ کو حکومت ہند سے جو شکایات ہیں اُن کے متعلق میں آئندہ قانونی مشورہ نہیں دوں گا۔

—— اخبار الامان دہلی میں خبر شائع ہوئی ہے کہ قریب ایک ماہ سے ملزم عبدالرشید کا لڑکا گم ہے۔

—— خبر ہے کہ سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب چار ماہ کی رخصت پر عنقریب جانے والے ہیں۔ سر جافری ڈی مونٹ مورنسی آپ کی جگہ قائم مقام گورنر ہوں گے۔

—— لاہور۔ ۱۵ر فروری۔ سیاست کے ایڈیٹر منشی غلام محمد خادم کے خلاف ۱۵۳ الف کا جو مقدمہ مسٹر فیلبوس کی عدالت میں چل رہا تھا اس کا فیصلہ آج صادر کر دیا گیا۔ منشی غلام محمد خادم کو ڈیڑھ سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں چھ ماہ قید سخت مزید بھگتنی پڑیگی۔

—— کانگڑہ۔ ۱۰ر فروری۔ کانگڑہ ویلی ریلوے میں جو پٹھان کام کر رہے تھے ان میں ایک نوجوان جرمن بھی پٹھانوں کے لباس میں شامل تھا۔ یہ نوجوان کئی ماہ سے یہاں کام کر رہا تھا۔ اور بڑی اچھی طرح سے پشتو بولتا تھا۔ نیز افسران نے بھی اس کو پٹھان سمجھا ہوا تھا۔ مگر اب وہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور بعد گرفتاری اس کو ضلع کے صدر مقام میں پولیس کی تحویل میں لے جایا گیا ہے۔

—— کلکتہ ۱۳ر فروری۔ شدھی مشن کلکتہ کے کام کے متعلق رپورٹ مظہر ہے کہ جنوری کے آخری اور فروری کے پہلے ہفتہ میں مشن نے ۲۴۳ غیر ہندوؤں کا ہندو دھرم میں پرویش کیا ہے۔

—— بنگلور۔ ۱۴ر فروری۔ فرانسیسی خاتون مسز بیل ایلن ہیگوین کے گولی سے نشانہ اجل بنائے جانے کے واقعہ کے سلسلہ میں اس کے بیٹے مسٹر جے۔ آر ہیگوین بعمر ۳۰ سال کو گرفتار کر کے مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ ملزم نے اقبال جرم کرنے کا ایما کیا۔ اب وہ ریمانڈ پر ہے۔

غیر ممالک کی خبریں

—— شنگھائی۔ ۱۱ر فروری۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ۲۴۰ بحری سپاہی پینسلا ’’بے سیس‘‘ نامی جہاز پر پہنچ گئے ہیں۔

—— انگورہ کی مردم شماری کے شائع کردہ اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ وہاں ۲۳ ہزار عورتیں اور ۳۶ ہزار مرد ہیں۔ مردوں اور عورتوں میں اس تفاوت کی وجہ زیادہ تر یہ معلوم ہوتی ہے کہ انگورہ کے بہت سے مرد اپنے اہل خانہ کو حاضر کرنے اور ان کا نام لکھوانے سے گریز کرتے ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں انگورہ کی ساری آبادی بیس ہزار سے زیادہ نہ تھی۔

—— اسٹنبول کی اطلاع مظہر ہے کہ اس وقت ایک جدید قانون کی ترتیب زیر غور ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ تندرست لوگ اپنی آمدنی کا ۲۰ فیصدی حصہ بیماروں اور معذوروں کی امداد کے لئے بطور محصول ادا کریں۔

—— لندن ۱۱ر فروری۔ بحکیم سردار کرشٹ کمار نے گزشتہ فروری کو ٹنگ (آسام) کی معدن زغال کی آتشزدگی کے موقعہ پر ۶ ہندوستانی اور تین یوروپینوں کی جانیں بچانے میں جس شجاعت کا ثبوت دیا تھا اسکے اعتراف کے طور پر انہیں ملک معظم کی طرف سے ایک تمغہ ملا ہے۔

—— جامعہ ازہر مصر کے طلبا بہ تعداد کثیر واپس آرہے ہیں۔ اور ہڑتال قریباً ختم ہو گئی ہے۔

—— پیرس۔ ۱۰ر فروری۔ ایک جرمن مسمی کیمفر کو جس نے عبدالکریم کے نائب کے طور پر کام کیا تھا بغاوت کے الزام میں کورٹ مارشل سے موت کی سزا دی گئی ہے۔

—— مس سمورڈ نامی ایک لڑکی جب ۲۱ سال کی ہوئی تو اپنے والدین کی مرضی کے خلاف اور ان کی منت و سماجت وگریہ وزاری کے باوجود رومن کیتھولک ہو کر راہبہ بن گئی۔ اب اس کا باپ فوت ہو گیا ہے۔ اس نے اس شرط پر اس کیلئے ۲۶ لاکھ روپیہ کی جائداد چھوڑی ہے کہ یہ ترک دنیا سے باز آئے اور راہبہ نہ بنی رہے اس نے یہ شرط قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور دولت پر لات مار دی ہے۔

—— شنگھائی کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جب سے عوام نے ہنکاؤ کی برطانی بستی کو پامال کیا۔ اس وقت سے بین الاقوامی بستی میں تشویش و اضطراب رونما تھا۔ لیکن برطانی فوجوں کے شنگھائی پہنچنے سے اضطراب رفع ہو گیا ہے۔

—— لندن ۱۴ر فروری۔ رود بار انگلستان میں سخت دھند چھا جانے کے باعث سو لہ جہازوں کا تصادم واقع ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اور سو سے زیادہ جہازات دھند کی وجہ سے ہیسٹنگز تک چلے گئے ہیں۔ تین چھوٹے جہاز غرق ہو گئے۔ لیکن کوئی اموات نہیں ہوئیں۔ ناروے کے ایک جہاز کا تصادم ہوا تو اسمیں جتنے آدمی تھے انجن کو روکے بغیر باہر نکل گئے۔ یہ جہاز سمندر کے دیگر جہازوں کیلئے سخت خطرے کا باعث بن رہا ہے۔

—— ٹوکیو۔ ۱۴ر فروری۔ جاپان میں برف باری کا طوفان تین ہفتے سے بدستور جاری ہے۔ اس سے عام طور پر نفوس و اموال کی تباہی پھیل رہی ہے۔

—— سردی کے موسم میں وائنا کی سڑکوں کو بجلی کی طاقت سے گرم کیا جاتا ہے تاکہ پیدل چلنے والے سردی کے اثرات سے محفوظ رہیں۔

—— میلبورن۔ ۱۲ر فروری۔ وکٹوریہ سٹیٹ کے جنگل میں آگ لگ جانے کی وجہ سے کئی اضلاع کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ بہت سے مکان بھی جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔

—— لندن۔ ۱۱ر فروری۔ سر مائیکل اوڈوائر (سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب) نے سی ڈی بیٹنگ کلب میں بیان کیا کہ ہندوستان کی مالیات کو فوج نہیں کھل رہی ہے۔ کیونکہ دنیا میں سب سے کم خرچ فوج ہے۔ برطانیہ ہندوستان کو دولت سے خالی نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ ارزاں خرچ پر ہندوستان کی تجارت کو ترقی دے رہا ہے۔ ہندوستان میں جو ٹیکس لگائے جاتے ہیں وہ اس کی پیداوار کا دسواں حصہ ہیں۔ اور یہ ٹیکس کسانوں کو فاقہ نہیں مار رہے ہیں۔ ہندوستانی سرکاری ملازمتوں میں ہندوستانیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

—— لندن۔ ۱۴ر فروری۔ مقام ہل کے اسٹیشن کے متصل جو ریلوں کا تصادم واقع ہوا اس کے نتائج نہایت ہولناک رونما ہوئے۔ دونوں انجن رستم و اسفندیار کی طرح ٹکر کھا کر ایک دوسرے سے آویزاں ہو گئے منہ سے بجائے کف اسٹیم کے دھواں دھار بادل نکل رہے تھے۔ آخر دونوں پہلوان [illegible] برفی عمارتوں اور [illegible] سے سر پھوڑنے لگے۔ اور پاش پاش کر دیا۔ شور الاماں والغیاث برپا تھا۔ ہر شخص نفسی نفسی پکار رہا تھا۔ گویا قیامت صغریٰ طاری تھی۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ یہ تصادم عین اُسی جگہ واقع ہوا ہے جہاں ابھی صرف دس ہی دن گزرے ایک اور تصادم ہو چکا تھا۔

(منشی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔)